کم سن اطفال قومِ مہدویہ کی تعلیم کے لئے

رسالۂ نافعہ موسوم بہ

العقائد

حصۂ چہارم

...... از ......

حضرت علاّمہ بحرالعلوم اشرف العلماء سید اشرف شمسیؒ

فہرست

فصل | عنوان

پہلا باب۔ آنحضرتؐ نے مہدیؑ کے پیدا ہونے کی خبر دی ہے

۱ مہدیؑ اولادِ رسول اللہ ﷺ ہیں
۲ بعض لوگوں کا خیال ہیکہ مہدی اور عیسیٰ دو شخص نہیں بلکہ عیسیٰؑ ہی مہدی ہیں
۳ مہدیؑ کی تعلیم و اصلاح اللہ جل شانہ کی وحی و الہام سے ہے
۴ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں
۵ مہدیؑ خاتم دین رسول ﷺ ہیں
۶ مہدیؑ کا دعویٰ مہدیت عام افرادِ انسان پر ہوگا
۷ مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروریات دین سے ہے
۸ مہدیؑ ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہیں
۹ مہدیؑ کی اتباع فرض ہے
۱۰ مہدیؑ احکام موجودہ کے علاوہ احکام جدیدہ کی دعوت بھی فرمائیں گے

دوسرا باب۔ مہدی کی مجیٔ کے بیان میں

۱۱ مہدیؑ کا ظہور
۱۲ مہدیؑ کی بعثت و دعوت
۱۳ مہدیؑ تابع رسول اللہ ﷺ ہیں
۱۴ مہدیؑ مبین شریعت ہیں
۱۵ مہدیؑ کی دعوت
۱۶ مہدیؑ کا مذہب
۱۷ مہدیؑ کے دو منصب

۱۸ منکرین مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں

تیسرا باب۔ ان احکام کے بیان میں جن کو مہدیؑ نے اپنے مومنین پر فرض گردانا ہے

۱۹ صحبت صادقاں
۲۰ ذکر کثیر
۲۱ طلب دیدار خدا
۲۲ ترک دنیا
۲۳ عزلت خلق
۲۴ توکل
۲۵ ہجرت
۲۶ ایمان
۲۷ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے
۲۸ ایمان نفس ترک دنیا ہے۔ بحث
۲۹ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا یا نہیں
۳۰ مومن حقیقی و مومن حکمی و مومن عرفی
۳۱ مومن حکمی کے صفات

چوتھا باب۔ مہدیؑ کے صحابہ کے بیان میں

۳۲ مہدیؑ کے صحابہ کی تعریف
۳۳ خلفاء مہدیؑ
۳۴ بارہ صحابیؓ جن کے حق میں جنت کی بشارت دی گئی ہے
۳۵ صحابۂ مہدیؑ مثل صحابۂ رسول اللہ ﷺ ہیں
۳۶ تسویت خاتمین علیہما السلام

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

حامدؔا ومصلیا۔ بندہ سید اشرف ابن سید علی ابن العلامہ الحافظ المولوی السید اشرف برّ داللہ مضجعہ عرض کرتا ہے کہ العقائد کا حصہ دوم جو ہم نے لکھا ہے اس میں خیال رکھا گیا ہے کہ اس کے مضامین قوم کے کمسن بچوں کی سمجھ میں آ جائیں اور ممکن ہے کہ رسالہ مذکور سے ہماری یہ غرض پوری ہوگئی ہوگی۔ اب ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ العقائد کے حصہؑ دوم میں جو مسائل ذکر کئے گئے ہیں اُن میں سے بعضے مسئلوں کی توضیح کی جائے جس سے طالبان علم کے خیالات میں اضافہ ہو اور ضرورت کے وقت اس سے مدد لے سکیں۔

اس رسالہ میں چار باب لکھے گئے ہیں اور ہر باب میں کئی فصل ہیں۔ اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کی تالیف میں نے جو خاص حمایت مذہبی کے لئے کی ہے مجھے ضعیف و مریض سے پوری کرائے اور اہل مذہب کو اس سے نفع پہنچائے اور اس مولف کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائے۔

فاستعنت باللہ و توکلت علیه فانه حسبی و نعم الوکیل

پہلا باب

اس بیان میں کہ آنحضرت ﷺ نے مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی اور اس میں کئی فصل ہیں۔

فصل۔اس بیان میں کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہ ﷺ ہیں۔واضح ہو کہ اکثر حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ مہدیؑ رسول اللہؐ کی اولاد سے ہیں۔اور بعضے حدیثیں اپنے ظاہر الفاظ سے یہ بتاتی ہیں کہ مہدیؑ حضرت عباس بن المطلب کی اولاد سے ہیں مگر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء نے ان حدیثوں میں غور نہیں کیا اور غلط فہمی سے یہ کہدیا ہے کہ مہدیؑ حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہیں۔اس حدیث میں ہم آئندہ بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ حدیث مذکور ظاہری معنی پر محمول نہیں ہے۔

اس امر میں کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہؐ سے ہیں بہت سی روایتیں موجود ہیں۔پہلی حدیث یہ ہے حافظ ابونعیم نے اپنی مسند میں روایت کی ہے **عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ المھدی رجلٌ من ولدی وجھه کا الکواکب الدّری** ۔یعنی حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ مہدی میری اولاد سے ایک مرد ہے جس کا چہرہ مثل ستارۂ روشن کے ہوگا اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔دوسری حدیث یہ ہے جو مسند مذکور میں مروی ہے۔**عن حذیفة قال قال رسول اللہ ﷺ المھدی رجل من ولدی لونه عربی وجسمه اسرائیلی علیٰ خدہ الایمن خال کانّه کوکب درّی یملاء الارض عدلا کما ملئت جوراً یرضی فی خلافته اھل الارض واھل السّماء والطیر فی الجوّ** ۔یعنی حذیفہؓ نے رسولؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہے اس کا رنگ عربی اور جسم اسرائیلی ہے آپ کے سیدھے رخسار پر ایک تل ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔زمین کو عدل وانصاف سے ایسا بھریگا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی ۔اس کی خلافت سے زمین وآسمان کے رہنے والے یعنے فرشتے وانسان و پرندے خوش ہیں۔اس حدیث کو ملا علی القاری نے ''**رسالة المھدی**'' میں ذکر کیا ہے اس روایت میں مہدی کے یہ اوصاف کہ آپ کا جسم

اسرائیلی اور آپ کا رنگ عربی ہوگا اور آپ کے منہ پر ایک روشن تل ہوگا مشہور نہیں ہیں۔ بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے یہ خصوصیت بھی بڑھائی ہے کہ مہدیؑ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔ چنانچہ حاکم نے روایت کی ہے۔ **عن امّ سلمةؓ قالت قال رسول اللهؐ المهدی من عترتی من ولد فاطمة** ۔ یعنی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہؓ سے ہے اور طبرانی میں روایت ہے **عن علی العلائی ان رسول الله قال لفاطمة والّذی بعثنی بالحقّ ان منهما یعنی من الحسن والحسین مهدی هذهٖ الامة** ۔ یعنی رسول اللہؐ نے فاطمہؓ سے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے ان دونوں یعنی حسن وحسین سے اس امت کا مہدی ہوگا اور نیز ام سلمہؓ سے روایت ہے **عن امّ سلمةؓ قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمةؓ** یعنی ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ سے ہے۔ ان سب حدیثوں کو ملا علی القاری نے 'رسالة المهدی' میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابوداؤد وابن ماجہ نے اپنے سنن میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔ عن الحسینؓ ان النبیؐ قال لفاطمة حضرت حسینؓ نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فاطمہؓ سے فرمایا کہ مہدی تمہاری اولاد سے ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے ابن عساکر سے بھی 'العرف الوردی' میں یہی روایت کی ہے **عن الحسینؓ ان النبیؐ قال البشری یا فاطمة المهدی منک** ۔ یعنی حسینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ تم کو خوشخبری ہو کہ مہدی تمہاری اولاد سے ہے۔ اور نیز شیخ جلال الدین سیوطی نے 'العرف الوردی' میں روایت کی ہے **عن علیؓ قال المهدی رجل من ولد فاطمة** ۔ یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مہدیؑ اولاد فاطمہؓ سے ہے۔ ان حدیثوں میں یہ تصریح ہے کہ مہدیؑ اولاد رسول اللہؐ سے ہیں لیکن اولاد رسول اللہؐ سے خاص فاطمۃ الزہراؓ سے ہیں۔ اور یہ خوشخبری مخصوص فاطمۃ الزہراؓ کے حق میں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مذکورہ حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ مہدیؑ فاطمہؓ کی اولاد سے ہیں مگر اس امر میں اختلاف ہے کہ مہدیؑ فاطمۃ الزہراؓ کے کونسے فرزند کی اولاد سے ہے بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدیؑ حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ علیؓ سے ابوداؤد میں یہ روایت مروی ہے **عن علیؓ انه نظر الیٰ ابنهٖ الحسن فقال ان النبیؐ هذا سید لما سماه النبیؐ**

وسیخرج رجل من صلبہٖ یسمّیٰ باسم نبیکم یشبھه فی الخلق۔ یعنی علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام سید رکھا ہے اس سے ایک شخص پیدا ہوگا جو تمہارے نبیؐ کا ہمنام ہوگا اور خلق میں مشابہہ۔ اسی مضمون کی روایت نعیم بن حماد نے بھی کی ہے نعیم بن حماد وامام بخاریؒ کے شیوخ سے ہیں **عن عبداللہ ابن عمرؓ قال رجل من ولد الحسن یجئ من قبل المشرق لواستقبل به الجبال لھد مھا واتخذ فیھا طرقاً**۔ یعنی عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اولاد حسنؓ سے ایک شخص مشرق کی طرف سے نکلے گا اگر اس کے حائل پہاڑ بھی ہوں گے تو ان کو گرادے گا اور ان میں راستہ پیدا کرے گا۔ ملا علی القاری نے ان دونوں روایتوں کو رسالۃ المہدی میں لکھا ہے۔ علماء نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ دونوں روایتیں مہدیؑ کی شان میں ہیں اگرچہ ان میں مہدی کا نام مذکور نہیں ہے ان حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ مہدی اولادِ حسن سے ہوں گے اور بعضے روایتوں سے ثابت ہے کہ امامؑ حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ یہ روایت بھی حضرت علیؓ اور دیگر اصحابؓ سے مروی ہے۔ صاحب عقد الدرر نے ان حدیثوں کا ذکر کیا ہے۔ اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ بعضی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی حسنی ہیں اور بعضی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حسینی ہیں یہ سب اخبارِ آحاد ہیں اور ان میں یہ احتمال بھی ہے کہ جس روایت میں لفظ حسن ہے اصل میں حسین ہو اور جس میں لفظ حسین ہے اصل میں حسن ہو۔ غرض چونکہ ان دونوں ناموں میں اصل مادہ کا اشتراک ہے دونوں احتمالوں کا امکان ہے مگر اس طرح کی روایتیں اس امر میں قطعی ہیں کہ مہدیؑ فاطمی ہیں پس ان روایتوں میں یہی امر معتبر ہے اور حسنی وحسینی ہونا اس وجہ سے کہ متعارض ہے ساقط ہے۔ اس واسطہ علماء نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مہدیؑ کا فاطمی ہونا ضروری ہے چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے 'شرح مقاصد' میں اس کی تصریح کی ہے **فذھب العلماء الیٰ انه امام عادل من ولد فاطمةؓ یخلقه اللہ تعالیٰ متیٰ شاء و یبعثه نصرۃ لدینه**۔ یعنی علماء کا یہ مذہب ہے کہ مہدیؑ امام عادل اور فاطمہؓ کی اولاد سے ہے اس کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے اللہ جب چاہے گا اس کو پیدا کرے گا اور نصرت دین کے لئے اس کو مبعوث فرمائے گا۔ اس قول سے چند امر مفہوم ہوتے ہیں اول یہ ہے کہ علما سابقین نے اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ اولاد فاطمہؓ سے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ آپ امام عادل ہیں۔ سوم یہ ہے کہ آپ کے ظہور کا زمانہ معین نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو جب چاہے گا پیدا کرے گا

پس یہ بات باطل ہے کہ آپ عیسیٰؑ کے زمانے میں پیدا ہوں گے کیونکہ مہدیؑ کی بعثت اللہ تعالیٰ کی مشئیت پر موقوف ہے۔اس مسئلہ میں ہم آئندہ فصلوں میں تفصیلی بحث کریں گے۔ چہارم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خاص دین کی نصرت کے لئے پیدا کرے گا پس آپ کا ناصر دین ہونا دوسرے ائمہ کے ناصر دین ہونے سے ممتاز ہے۔کیونکہ دوسرے آئمہ اس منصب پر مامور و مبعوث نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عام آمران معروف و ناہیان منکر میں داخل ہیں غرض مہدیؑ کے فاطمی ہونے پر علماء متقدمین نے اتفاق کیا ہے نہ کہ حسینی یا حسنی ہونے پر۔ بعضوں نے بیان کیا ہے کہ امامؑ کے حسینی یا حسنی ہونے میں جو حدیثیں مروی ہیں متعارض نہیں ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ امامؑ اپنے باپ کی طرف سے حسنی ہوں اور ماں کی طرف سے حسینی ہوں۔اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ یہ محض ظن ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے ثانیاً یہ ہے کہ یہ رائے اس کے عکس سے اولیٰ نہیں ہے یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ مہدی علیہ السلام باپ کی طرف سے حسینی ہوں اور ماں کی طرف سے حسنی ہوں۔اگر یہ کہا جائے کہ امام حسینؓ کی اولاد میں بہت سے ائمہ پیدا ہوئے اور امام حسن کی اولاد میں ائمہ کی اس طرح کثرت نہیں ہے۔ پس مہدیؑ اگر امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے تو گویا امام مہدیؑ اپنے وہبی فضائل کی وجہ سے ائمہ اولاد امام حسینؓ کے مقابل ہوں گے۔اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً اس امر میں عقلاً لزوم نہیں ہے کہ یہ دونوں امام اوران دونوں اماموں کے اخلاف مساوی المرتبت ہوں اور نقلاً بھی اس میں لزوم نہیں ہے۔ ثانیاً یہ ہے کہ اخلاف امام حسینؓ میں جو لوگ ائمہ خیال کئے جاتے ہیں ان کی امامت نہ نقلاً منصوص ہے اور نہ عقلاً ضروری ہے ہاں ان کی کرامات و بزرگی ان کی طہارت و پرہیز گاری جس قدر بیان کی جائے تھوڑی ہے اسی طرح اخلاف امام حسنؓ میں بھی۔ یہ اوصاف کریمہ قابل تسلیم ہیں۔ بلکہ امام حسن کے اخلاف متاخرین میں بھی یہ اوصاف مسلّم ہیں۔مثلاً قطب الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور آپ کی اولاد کرام وغیرہم قدس اللہ اسرارہم ان ہی اوصاف سے موصوف تھے غرض یہ اعتراض باطل ہے۔

بعضے روایتوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ مہدیؑ حضرت عباس بن المطلب کی اولاد سے ہیں۔اس کے یہ معنی ہیں کہ فاطمہؓ چونکہ حضرت عباس بن المطلب کی پوتی ہیں اور امامؑ اولاد فاطمہؓ سے ہیں تو اس اعتبار سے یہ کہنا درست ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اولاد عباس سے ہیں۔واضح ہو کہ اخبار مغیبہ میں اس طرح کا اشکال رہتا ہے چنانچہ تورات میں ذکر کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں سے ایک پیغمبر زمانہ آخر میں پیدا ہوگا

اس پیغمبر سے بالاتفاق رسول اللہؐ مراد ہیں۔ مگر اس میں دشواری یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائیوں سے وہ شخص ہوگا جو حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے ہوگا۔ اور آنحضرتؐ اسماعیلؑ کی اولاد سے ہیں اگر اس اخوت سے اخوت بعیدہ مراد نہ ہوگی تو یہ پیشین گوئی آنحضرتؐ کے حق میں صحیح نہ ہوگی۔ اسی طرح مہدیؑ کی پیشین گوئی میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مہدیؑ اولاد عباسؓ سے ہیں اس سے قرابت بعیدہ مقصود ہے یعنی آپ اس وجہ سے کہ فاطمۃ الزہراؑ کے پوتے ہیں۔ حضرت عباسؓ کے بھی پوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث نے 'لمعات' میں ذکر کیا ہے کہ احادیثِ رسول اللہؐ جو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ امام مہدیؑ اہل بیت اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔ بعضی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد حسنؑ سے ہیں اور بعضے حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اولاد حسینؑ سے ہیں اور بعضے غریب حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اولاد عباسؓ سے ہیں۔ شیخ ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں کہ ان حدیثوں میں تعارض و منافات نہیں ہے کیونکہ ایک شخص میں مختلف جہتوں سے مختلف ولادتیں یعنی مختلف قرابتیں پائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق کی یہ عبارت ہے **قد تظاهر ت الاحاديث البالغة حد التواتر فی كون المهدی من اهل البيت من ولد فاطمة وقد ورد فی بعض الاحاديث كونه من اولاد الحسنؑ وفی بعضها من اولاد الحسين سلام الله عليهم اجمعين وقد ورد فی الاحاديث الغريبة انه من ولد العباس وقال الشيخ بن حجر الهيثمی ولا منافاة بينهما اذ لا مانع من اجتماع الولادات فی شخص من جهات مختلفة** ۔ غرض ہماری تقریر سے واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام فاطمہؑ بنت رسول اللہ کی اولاد سے ہیں اور یہ امر قطعی ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ تفتازانی کے قول سے ظاہر ہے اس وجہ سے کہ یہی امر علماء کا متفق علیہ ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوا ہے اور باقی امور یعنی حسنی و حسینی ہونا ظنی ہے۔ ان کا قطعی ہونا مہدیؑ کے پیدا ہونے پر موقوف ہے۔ چونکہ مہدی علیہ السلام کے نسب سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ حسینی ہیں تو وہ حدیثیں قطعی ہوگئیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امام مہدیؑ اولاد حسینؑ سے ہیں۔

فصل۔ بعضے لوگوں کا خیال ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ دو شخص نہیں بلکہ عیسیٰؑ ہی مہدی ہیں اور اس خیال پر حدیث لامہدی الاعیسیٰ سے استدلال کرتے ہیں اس کا جواب جو کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے

اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔ وقد سئل ابن القیم عن حدیث لا مھدی الاّ عیسیٰ بن مریم فکیف یا تلف ھذا مع احادیث المھدی وخروجه وماوجه الجمع بینھما وھل صح فی فی المھدی حدیث ام لا فقال اما حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم فرواہ ابن ماجة فی سننة عن یونس بن عبد الا علیٰ من الشافعی عن محمد بن خالد الجنیدی عن ابان بن صالح عن بن مالک عن النبی ﷺ وھو مما تفرد به محمد بن خالد قال محمد بن الحسین الاسنوی فی کتاب مناقب الشافعی محمد بن خالد ھذا غیر معروف عند اھل الضاعة من اھل العلم والنقل وقد تواترت الاخبار عن رسول اللہ ﷺ بذکر المھدی وانه من اھل بیتهٖ وقال البیھقی تفرد به ابن خالد ھذا وقد قال الحاکم ابو عبداللہ ھو محھول وقد اختلف علیه فی اسنادہ فروی عنه عن ابان ابن ابی عیاش عن الحسن عن النبیّ ؐ وھو منقطع والاحادیث فی تنصیص علیٰ خروج المھدی اصح اسناد ا۔ شیخ محدث ابن قیم سے بعضوں نے سوال کیا کہ حدیث لامہدی الاعیسیٰ ان حدیثوں کے ساتھ جومہدی علیہ السلام کے خروج کو ثابت کرتی ہیں کیا حضرت مہدیؑ کی شان میں کوئی حدیث صحیح مروی ہے یا نہیں۔ علامہ ابن القیم نے جواب دیا کہ حدیث لامھدی الاعیسیٰ کی روایت ابن ماجہ نے اپنے سنن میں کی ہے اور سلسلہ روایت یہ ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے شافعی سے اور شافعی نے محمد بن خالد الجنیدی سے اور محمد بن خالد نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے محمد بن خالد اس روایت میں متفرد ہیں۔ محمد بن الاسنوی نے مناقب شافعی میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن خالد غیر معروف شخص ہیں ان کو اہل علم اور اہل نقل مطلق نہیں جانتے حالانکہ آنحضرت ﷺ سے ذکر مہدیؑ میں اخبار متواترہ مروی ہیں۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ محمد بن خالد متفرد ہیں اور حاکم کہتے ہیں کہ یہ مجہول ہیں ان کے اسناد میں بھی اختلاف ہے کیونکہ یہ ابان بن صالح حسن سے روایت کرتے ہیں اور حسن نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے اس صورت میں یہ حدیث ہوگی اور مہدیؑ کی مجئی میں جو حدیثیں مروی ہیں وہ صحیح الاسناد ہیں ان کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جب اس روایت کے اسناد کی یہ حالت ہے تو ان احادیث صحیحہ میں جن کا تواتر ثابت ہے یہ حدیث متروک ہوجائے گی۔ ہم نے تنویرالہدایہ اور شرح مکتوب ملتانی میں بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

فصل۔اس بیان میں کہ مہدی علیہ السلام کی تعلیم واصلاح اللہ جل شانہ کی وحی والہام سے ہے۔ابن ماجہ و مسند امام احمد بن حنبل میں روایت ہے ۔ **عن علیؓ قال رسول اللہؐ المھدی منا اھل البیت یصلحه الله فی لیلة** یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی ہماری اہل بیت سے ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک رات میں صلاح سے موصوف کرے گا۔اس حدیث کو ملاعلی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے اور شیخ المحدثین جلال الدین سیوطی نے رسالہ العرف الوروی میں اس کی روایت کی ہے۔**عن ابی سعید عن النبیؐ قال المھدی یصلحه الله فی لیلة واحدة** اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے مگر اس میں اہل بیت کا لفظ نہیں ہے واضح ہو کہ ایک رات میں اصلاح کرنے یا صلاح سے موصوف کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو فضائل صوری ومعنوی سے بغیر محنت ومشقت کے دفعۃً موصوف فرمائے گا پس آپ میں جو کچھ کمالات و ملکات ہوں گے سب وہبی ہوں گے چنانچہ ملاعلیٰ القاری نے بھی رسالۃ المہدی میں یہی معنی بیان کیے ہیں۔**اماقوله من اصلاحه فی لیلة فیشیر الیٰ انه یعطیه المرتبة القطبیة و المنقبة الا جتھادیة الغوثیة بالجذبة الا لھٰیة الفردانیة و الرھبة الصمدانیةلا بکسبه وجھده من تعلمه فی مقام کدۃ وجده کما حصلت ھٰذا العنایة لجد ہ علی ما ذکرہ الله سبحانه و عظم شانه و برھانه ما کنت تدری ماالکتاب ولا الا یمان ولا کن جعلناہ نور انھدی به من نشاء من عبادنا۔** یعنی اصلاح سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قطبیت واجتہاد و غوثیت کا مرتبہ خاص جذب سے عطا فرمائے گا۔ اس مرتبہ کی عطا آپ کی جدو جہد پر موقوف نہیں ہے چنانچہ اسی طرح کی عنایت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا یعنی آنحضرت ﷺ کو بھی یہی مراتب عطا فرمایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب وایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے قرآن کو نور بنایا ہے جن بندوں کو ہم چاہتے ہیں اس سے ہدایت کرتے ہیں غرض یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے یہ معنی ہیں کہ مہدیؑ کو جو کچھ مراتب ملے ہیں وہبی ہیں اور خاص جذبہ الٰہی سے عطا ہوے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مہدی علیہ السلام کی جو کچھ اصلاح ہے خاص اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی آپ کا معلّم ہے۔اس حدیث سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کو جبرئیل

کے واسطہ سے تعلیم نہ ہوگی۔ اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ خطا سے معصوم ہیں۔ کیونکہ جس کا معلم خدا ہو اور خاص اپنے جذب سے اس کی تعلیم کی ہو اس سے خطا کیونکر ہوگی۔ اگر چہ آپ کی معصومیت پر دوسری صحیح حدیثیں صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔ مگر چونکہ یہ حدیث بھی آپ کی معصومیت کی طرف اشارہ کرتی ہے لہذا ہم نے اس کی توضیح کردی۔ واضح ہو کہ مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے کہ آپ خلیفۃ اللہ اور خاتم دین ہیں معصوم عن الخطا ہیں پس ہم اس بات کے معتقد نہیں ہیں کہ مہدی موعودؑ غوث یا قطب یا مجتہد ہیں کیونکہ انکی عصمت عقلاً ثابت ہے نہ نقلاً پس ملا علی القاری کے قول سے آپ غوث وقطب ومجتہد ہیں سخت اختلاف ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں۔ حاکم نے روایت کی ہے عن ثوبانؓ فاذا رایتموہ فبا یعوہ ولو حبواً علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی ۔یعنی ثوبانؓ سے روایت ہے جب تم اس کو (مہدی کو) دیکھو تو اس سے بیعت کرو اگر چہ کہ تم کو اسکے پاس برف سے گزر کر جانا پڑے۔ کیونکہ وہ مہدی اور اللہ تعالےٰ کا خلیفہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں روایت کی ہے قال علیہ السلام اذا رأیتم الرایات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی یعنی جب تم دیکھو کہ خراسان سے کالے جھنڈے نکلے ہیں تو ان کے پاس جاؤ کہ ان میں مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہدیؑ خراسان سے آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ کالے جھنڈے ہوں گے ان دونوں حدیثوں کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث مروی ہے وہ ان دونوں حدیثوں سے مفصّل ہے مگر اس میں ایک آدھ جملہ رہ گیا ہے چنانچہ اس حدیث کے راوی نے اپنے ضعف حافظ کا اعتذار کر کے کہتا ہے ثم قال شیئا لا احفظہ یعنی راوی نے پھر ایک بات کہی جو مجھے یاد نہیں ہے حاکم وابونعیم نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ حدیث پوری لکھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدیؑ نہ خراسان سے آئیں گے اور نہ کالے جھنڈے آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم اس جگہ اس روایت کو لکھتے ہیں عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہؐ یقتتل عند کنزکم ثلاثۃ کلھم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم یجئی خلیفۃ اللہ المھدی فاذاسمعتم بہ فاتوہ فبا یعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ

خلیفة الله المهدی۔ یعنی ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانہ یعنی خلافت پر تین شخص لڑیں گے ان میں سے ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا اور یہ خزانہ کسی کے ہاتھ نہ آئے گا پھر کالے جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔ یہ لوگ تم سے سخت لڑیں گے کہ کوئی قوم تم سے اس طرح نہیں لڑی ہے۔ اس کے بعد مہدی جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے آئے گا جب تم اس خلیفہ کے پیدا ہونے کی خبر پاؤ تو اس کے پاس چلے جاؤ اور اس سے بیعت کرو اگر چہ کہ تم کو برف سے گذر کر اس کے پاس جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ واضح ہو کہ اس حدیث میں کئی امر ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلا امر یہ ہے کہ خلافت پر کئی لڑائیاں ہوں گی اور خلافت حاصل نہ ہوگی۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اس لڑائی جھگڑے کے بعد مشرق کی طرف سے کالے جھنڈوں والے لوگ نکلیں گے اور ان کی تم سے یعنی مسلمانوں سے سخت لڑائی ہوگی اور یہ لوگ مسلمانوں کو اتنا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے مسلمانوں کو اتنا قتل نہیں کیا ہے یہ لڑائی پہلی لڑائیوں کے بعد ہوگی کیونکہ ان دونوں کے درمیان آنحضرت ﷺ نے لفظ ثم کہا ہے اور ثم تاخیر پر دلالت کرتا ہے۔ پس دونوں لڑائیوں میں تاخیر ہونی ضروری ہے۔ اسی حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں لکھی ہے اور حضرت ثوبانؓ سے ہی روایت کی ہے اس حدیث میں من قبل المشرق کی جگہ من قبل خراسان مروی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا مطلب قریب قریب ہے کیونکہ خراسان بھی ممالک مشرقیہ میں داخل ہے۔ بہر تقدیر کالے جھنڈے مشرق سے نکلیں گے یا خراسان سے ان کے نکلنے کا زمانہ پہلی لڑائیوں کے بعد ہے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ ان دونوں لڑائیوں کے بعد مہدیؑ کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے کیونکہ دوسری لڑائی اور مہدی کی مجیٔ کے درمیان بھی لفظ ثم موجود ہے۔ پس دوسری لڑائی اور مہدی کی مجیٔ میں امتداد زمانی کی ضرورت ہے۔ اس صورت میں یہ خیال کرنا باطل ہے کہ کالے جھنڈے مہدیؑ کے ساتھ رہیں گے یا مہدیؑ خراسان یا مشرق سے نکلیں گے کیونکہ اس حدیث میں یہ خبر صراحتہً دی گئی ہے کہ کالے جھنڈے نکلنے اور مسلمانوں سے ان کی لڑائی ہونے کے بعد مہدیؑ کا ظہور ہوگا پھر یہی کالے جھنڈے مہدیؑ کے ساتھ کس طرح رہیں گے اور مہدیؑ مشرق یا خراسان کی طرف سے کس طرف نکلیں گے۔

واضح ہو کہ بڑے بڑے علماء نے اس حدیث میں غور نہیں کیا اور زبردستی یہ کہدیا کہ مہدیؑ مشرق یا خراسان سے آئیں گے اور آپ کیساتھ کالے جھنڈے رہیں گے اور بعضوں نے کالے جھنڈوں سے یہ

دھوکا کھایا کہ ان کالے جھنڈوں سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ اولاد بنی عباس سے ہیں۔ مگر یہ حدیث جس کی ہم نے تفصیل کی ہے افسوس ہے کہ ان علماء نے ان حدیثوں میں بھی غور نہیں کیا جن سے مہدیؑ کا فاطمی النسل ہونا ثابت ہے اور ان ہی حدیثوں کی وجہ سے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ فاطمی النسل ہیں چنانچہ ان اقوال کا سابق میں ذکر کیا گیا ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ خاتم دین رسولؐ ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے **عن علی بن ابی طالبؓ انّه قال للنبی امنا المهدی اومن غيرنايا رسول الله قال بل منا يختم الله به كما فتح بنا و بنا يستنقذون من الشرک و بنا يولف الله بين قلوبهم بعد عداوته الفتنة كما الف بين قلوبهم بعد عداوة الشرک** یعنی علیؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ مہدیؑ ہماری اولاد سے ہے یا ہمارے غیر سے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہماری اولاد سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ اس کام کو ختم فرمائے گا جس کا آغاز ہم سے ہوا ہے اور ہمیں سے شرک سے نجات پائیں گے اور ہمیں سے فتنہ کی عداوت کے بعد لوگوں کے دلوں میں الفت ہو جائے گی جس طرح کہ شرک کی عداوت کے بعد دلوں میں تالیف ہوئی۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے العرف الوردی میں نعیم بن حماد اور ابو نعیم سے تخریج کی ہے۔ **عن علی قال قلت يا رسول الله امنا آل محمدن المهدی ام من غير نا فقال لا منا يختم الله به الدين كما فتح بنا ديننا ينقذون من الفتنة كما انقذ وامن الشرک وبنا يولف الله بين قلوبهم بعدعداوة الشرک وبنا يصبحون بعد عداوة الفتنة اخوانا كما اصبحوا بعد عداوة الشرک اخوانا فی دينهم**۔ اس حدیث کے الفاظ اور پہلی حدیث کے الفاظ میں زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ مگر بعضے الفاظ کا فرق ہے۔ پہلا یہ ہے کہ پہلی حدیث میں یختم اللہ بنا ہے اور دوسری حدیث میں یختم اللہ بہ الدین ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ جل شانہ مہدیؑ پر دین کو ختم کر دے گا مگر الفاظ کما فتح بنا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یختم اور فتح کا مفعول لفظ دین ہی ہے کیونکہ آنحضرتؐ سے جس چیز کا آغاز ہوا ہے وہ دین جدید ہی ہے جو ادیان سابقہ کا ناسخ ہے پس یختم کا بھی یہی لفظ دین مفعول ہے اس صورت میں پہلی حدیث کے الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہؐ سے دینِ اسلام کا آغاز ہوا ہے اور مہدیؑ پر دین اسلام کا انجام ہو گا چونکہ مہدیؑ ابن رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے

دین کے آغاز وانجام کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے چنانچہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں بل منا یختم اللہ کما فتح بنا۔ اس سے آنحضرتؐ اور مہدیؑ میں کمال اتحاد معلوم ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مہدیؑ موعود اولاد فاطمہؓ سے ہیں کیونکہ اختتام دین جو مہدیؑ کا منصب ہے اس منصب کو آنحضرتؐ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ مہدیؑ خاتم دین اسلام ہیں۔ یہ امر کہ حضرت مہدیؑ نے کن احکام اسلام کو بیان کر کے اختتام دین فرمایا ہے اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ کا دعویٰ مہدیت عام افراد انسان پر ہوگا۔ واضح ہو کہ اس امر پر چند حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اول یہ کہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے۔ **قال علیہ السلام المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً وظلماً یملک سبع سنین** یعنی آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدیؑ میری اولاد سے ہی اس کی پیشانی روشن اور اس کی ناک اونچی ہے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ واضح ہو کہ یملاء الارض قسطاً وعدلاً سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ کا دعویٰ عام ہوگا کیونکہ عدالت کو روے زمین پر پھیلانے کے یہ معنی ہیں کہ مہدیؑ ان احکام کی عام افراد انسان میں ہدایت فرمائینگے جو ان کے ضلالت سے بچنے کا سبب ہوں گے ورنہ روئے زمین پر عدالت کی اشاعت ممکن نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں روایت کی ہے **عن ابن عباسؓ مرفوعاً لم تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسیٰ فی اخرھا والمھدی فی وسطھا** یعنی ابن عباسؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی کیونکہ میں اول امت ہوں اور عیسیٰ آخر امت اور مہدی وسط امت میں ہیں۔ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح رسول اللہﷺ عام افراد انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اسی طرح مہدیؑ اور عیسیٰؑ بھی عام افراد انسان کی ہدایت اور ان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مبعوث ہوں گے۔ غرض ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہی ہے کہ مہدیؑ کی دعوت عام افراد انسان پر ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروریات دین سے ہے اور اس کی کئی وجہیں ہیں پہلی یہ ہے کہ مہدی کی خبر خبر مغیب ہے اور جو خبر مغیب مخبر صادق یعنی آنحضرت سے مروی ہے اس کا واقع ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر وہ خبر واقع نہ ہوگی تو کذب لازم آئے گا چنانچہ مخبر صادق سے جو کہ خطا سے معصوم ہیں اور ماینطق

عن الھویٰ اس کی شان ہے یہ صدور کذب محال ہے تو اس خبر مغیب کا وقوع ضروری ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قول آنحضرتؐ سے ثابت ہے کہ مہدیؑ ہلاکت امت کے دافع ہیں پس جو شخص دافع ہلاکت امت ہو اس کا پیدا ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا شخص پیدا نہ ہوگا تو اس سے دو امر لازم آئیں گے۔ پہلا خبر مغیب کا واقع نہ ہونا اور اس کا عدم وقوع کذب مخبر صادق کو مستلزم ہے دوسرا امر ہلاکت امت ہے جس کا رفع کرنا ضروری ہے۔ پس مہدیؑ کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین رسول اللہ ہیں اور جو شخص خاتم دین رسولؐ ہے اس کا وجود ضروری ہے پس مہدیؑ کا وجود ضروری ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے **ومنھا قولہ علیہ السلام لا تذھب الدنیا ولا تنقضی حتیٰ یملک رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی وفی روایۃ وخلقہ خلقی ویحتمل الفتح والضم واللہ اعلم والحدیث رواہ احمد وابوداؤدوالترمذی عن ابن مسعود وفی روایۃ الترمذی بسند صحیح ولفظہ یلی رجل من اھل بیتی یواطبی اسمہ اسمی لولم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم حتی یلی**۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا پوری نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص میری امت سے مالک نہ ہو جائے جو میری اہل بیت سے اور میرا ہمنام ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا خُلق میرا خُلق ہے۔ ملا علی القاری کہے ہیں کہ خلق کو بالضم اور بالفتح پڑھنے کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم اس حدیث کو احمد بن حنبل وابوداؤد و ترمذی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ ترمذی کی ایک صحیح روایت میں لفظ یملک کی جگہ میں لفظ یلی ہے یعنی میری اہل بیت سے ایک شخص امت کا والی ہوگا جو میرا ہمنام ہے اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ دراز فرمائے گا۔ تا آنکہ اس دن میں وہ والی ہو جائے اس حدیث کے الفاظ سے یہ معنی صاف ظاہر ہیں کہ مہدیؑ کے پیدا ہونے تک دنیا ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے پیدا ہونے کے بعد جب اللہ چاہے گا دنیا ختم ہو جائے گی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

اس حدیث سے بعضے علماء نے دو امر کا استنباط کیا ہے۔ پہلا یہ امر ہے کہ مہدیؑ دنیا کے آخر ایام میں پیدا ہوں گے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ مہدیؑ بادشاہ ہوں گے۔ پہلے امر کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس مفہوم پر دلالت النص ہے کہ مہدیؑ کی بعثت ضروری ہے اور اگر اس سے یہ مراد لی جائے کہ مہدیؑ دنیا کے آخر ایام

میں پیدا ہوں گے تو یہ مفہوم بعضے صحیح حدیثوں سے متعارض ہوتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اول امت میں ہوں اور عیسیٰ آخر امت میں ہیں اور مہدیؑ وسط امت میں ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے۔ **کیف تهلک امتی انا فی اولها وعیسیٰ فی آخر ها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها** ۔اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مہدیؑ امت رسول اللہؐ کے وسط میں ہیں اور عیسیٰ امتِ رسول اللہ کے آخر میں ہیں ۔اگر مہدیؑ آخر امت میں ہوں گے تو تعارض لازم آئے گا۔اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ ایک زمانہ میں ہوں گے اور دجال کے قتل میں آپ کی مدد کریں گے۔اس صورت میں حدیث مذکور اور ان حدیثوں میں مطابقت ہوجائے گی۔اور حدیث **کیف تهلک** امتی الخ غریب ہوجائے گی۔چونکہ حدیث مذکور دیگر حدیثوں سے مطابق ہوجاتی ہے لہٰذا قوی ہوجائے گی اور حدیث کیف تہلک چونکہ غریب ہے ان حدیثوں کے مقابلہ میں ضعیف سمجھی جائے گی۔
اس کا یہ جواب ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ کا ایک زمانہ میں ہونا باطل ہے کیونکہ جب یہ دونوں خلیفۃ اللہ ہیں تو ان دونوں سے امت رسولؐ اللہ کو بیعت کرنا فرض ہے لیکن رسول اللہؐ کے بعد دو خلیفوں کا ایک وقت میں جمع ہونا باطل ہے چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے **اذا بویع خلیفتان فاقتلوا احدهما** ۔یعنی جب دو خلیفے بیعت لینے لگیں گے تو ان میں سے ایک کو قتل کردو۔پس دو خلیفوں کا ایک زمانہ میں ہونا باطل ہے اور عقلاً بھی دو ایسے خلیفوں کی ایک وقت میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو بالاستقلال حکومت رکھتے ہوں کیونکہ ان دونوں کی دعوت متحد ہوگی یا نہ ہوگی۔قسم اول میں ایک خلیفہ بے کار ہے اور اگر متحد نہ ہوگی تو دونوں کے احکام کو ایک وقت میں ادا کرنے سے امت قاصر رہے گی۔پس کسی سے ان کے غیر متحدہ فرائض ادا نہ ہوسکیں گے۔اس سے ثابت ہے کہ بعضے حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک وقت میں ہوں گے ضعیف ہیں اور روایت و درایت کے مخالف ہیں پس حدیث کیف تہلک امتی الخ صحیح و قوی ہے۔
دوسرے امر کا جواب یہ ہے کہ یملک رجل کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص ان کا حاکم ہوگا یعنی اہل دنیا پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا حکم کرے گا اور ان کو اس کی نافرمانیوں سے بچائے گا۔اور یلی رجل کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص ان کی ہدایت کا والی ہوگا۔حاصل یہ ہے کہ حکومت اور ولایت کا وجود سلطنت و امارت کے لئے مستلزم نہیں ہے کیونکہ سب انبیاء علیھم السلام حاکم او امر و نواہی اور والی ہدایت و ارشاد ہیں مگر بادشاہ و امیر نہیں

ہیں۔آنحضرتؐ جن کی دعوت عام انس وجن پر ہے اور آپ حقیقۃً مالک ووالی دین ودنیا ہیں مگر آپ بھی بادشاہ وامیر نہیں ہیں۔اسی طرح امام مہدیؑ بھی مالک ووالی دین ودنیا ہیں مگر آپ بھی بادشاہ وامیر نہیں ہیں اور نیز چونکہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں حاکم ووالی ہیں کیونکہ اللہ کا خلیفہ ہی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حاکم ووالی ہوگا اور خلافتِ الٰہی حقیقی حکومت وولایت ہے پس جن لوگوں نے اس حکومت وولایت سے حکومت ظاہری یعنی سلطنت مراد لی ہے غور وتامل نہیں کیا ہے۔

فصل۔اس بیان میں کہ مہدیؑ ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہیں۔واضح ہو کہ مہدیؑ کا ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہونا کئی وجہ سے ثابت ہے۔پہلی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ کا معلّم اور مصلح خود اللہ جل شانہٗ ہے چنانچہ حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں چنانچہ حدیث ثوبانؓ سے یہی بات ظاہر ہے۔تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے اور مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے حق میں یہ تخصیص کی ہے کہ ہم سب ہلاکت امت کے دافع ہیں۔چوتھی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہیں چنانچہ یختم اللہ بہ الدین سے یہی ظاہر ہے۔پانچویں وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ معصوم ہیں چنانچہ حدیث ثوبانؓ سے جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے فانہ خلیفۃ اللہ المھدی یہی ظاہر ہے۔چھٹی وجہ یہ ہے کہ مہدی صاحب دعوت ہیں۔ساتویں وجہ یہ ہے کہ مہدی کی دعوت عامہ ہے چنانچہ حدیث **یملاء الارض قسطاً وعدلاً** اسی پر دلالت کرتی ہے۔پس جس کا معلم خدا ہے وہ اس سے افضل ہے جس کا معلم رسول خدا ہے اور جو مستقل دافع ہلاکت ہے وہ اس سے افضل ہے جس کے لئے یہ نص نہیں ہے اور جو شخص خلیفۃ اللہ ہے اس سے افضل ہے جو خلیفۃ رسول اللہ ہے او رجو خاتم دین ہے وہ اس سے افضل ہے جو خاتم دین نہیں ہے اور جو معصوم ہے وہ اس سے افضل ہے جو معصوم نہیں ہے اور جو شخص صاحبِ دعوت ہے اس سے افضل ہے جو صاحب دعوت نہیں ہے۔غرض مذکورہ فضائل سے مہدیؑ موصوف ہیں اور ان ہی فضائل عالیہ کی وجہ سے آپ ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہیں۔ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے **وفی اطلاق خلیفة الله علیه دلالة واضحة علی علو شانه ورفعة مکانه وهو اوضح فی تعظیم امره من قولهٖ تعالیٰ فی حق آدم علیه السلام عند ذکره واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة ومن قوله سبحانه یا داؤد انا جعلنا ک خلیفة فی الارض الایة والحاصل ان هذه منقبة علة وربما یکون المهدی**

افضل من الصدیق من هذه الحیثیة فانه یقال له خلیفة رسول الله لا خلیفة الله۔ یعنی مہدی کی شان میں خلیفۃ اللہ کا لفظ جو حدیث شریف میں مروی ہے آپ کی عالیشان اور رفعت مکان پر دلالت کرتا ہے۔ اور لفظ خلیفۃ اللہ آپ کی تعظیم میں اس لفظ خلیفہ سے زیادہ واضح ہے جو اللہ جل شانہٗ نے آدمؑ اور داوٗدؑ کے حق میں فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ بہت بڑی منقبت ہے۔ اور اس خلیفۃ اللہ ہونیکی وجہ سے مہدیؑ ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہیں کیونکہ ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ رسول اللہؐ ہیں خلیفۃ اللہ نہیں ہیں۔ واضح ہو کہ ملا علی القاری نے جو یہ تصریح کی ہے کہ لفظ خلیفۃ اللہ سے مہدی کی شان زیادہ واضح ہے حضرت آدمؑ اور حضرت داوٗدؑ کی شان میں اتنا واضح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آدم کی شان میں آیت انی جاعل فی الارض سے خلافت ثابت ہوتی ہے اور اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آدمؑ اللہ کے خلیفہ ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس خلیفہ کے یہ معنی لئے جائیں آدمؑ زمین کے حاکم ہیں اور داوٗدؑ کی شان میں بھی خلیفہ کا جو اطلاق ہوا ہے اسی معنی کا محتمل ہے مگر مہدی کی شان میں لفظ خلیفہ کا جو اطلاق ہوا ہے اس احتمال سے خالی ہے کیونکہ آپ کی شان میں لفظ خلیفہ ہی نہیں کہا گیا ہے بلکہ خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ مہدیؑ اللہ جل شانہ کے خلیفہ ہیں پس اس لفظ سے یہہ احتمال پیدا نہیں ہوسکتا کہ مہدی حاکم زمین ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ کی اتباع فرض ہے اور اس کی کئی وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں اور جو شخص خلیفۃ اللہ ہے اس کی اتباع فرض ہے پس مہدی کی اتباع فرض ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسند ابونعیم میں یہ روایت ہے **عن ابن عمرؓ انه قال قال علیه السلام یخرج المهدی وعلی راسه ملک ینادی ان هذا المهدی فاتبعوه** یعنی ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مہدی نکلے گا اور اس کے سر پر ایک فرشتہ یہ آواز دے گا کہ یہ مہدی ہے اس کی اتباع کرو۔ اس حدیث کو ملا علی القاری نے رسالۃ المہدی میں ذکر کیا ہے اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی العرف الوردی میں یہ روایت لکھی ہے۔ ابونعیم نے دوسری روایت میں جو ابن عمرؓ سے کی ہے لفظ ملک کی جگہ غمامۃ لکھا ہے۔ اور حدیث ثوبانؓ میں جو سابق میں مذکور ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے **فبایعوه ولو حبواً علی الثلج فانه خلیفته الله المهدی**۔ یعنی تم اس کے ہاتھ پر بیعت کرو اگرچہ برف پر سے گزرو کیونکہ وہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں آنحضرتؐ نے امت کو صیغۂ امر سے خطاب فرمایا ہے

اوراس امت سے وہی لوگ مراد ہیں جن میں مہدیؑ مبعوث ہوں گے اس عام امت کو آنحضرتؐ نے یہ خطاب کیا ہے کہ اس مہدیؑ کی اتباع کرو اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو اگر اس کے زمانے میں موجود ہو اگر اس کے زمانے میں موجود نہ ہو تو اس کی اتباع کرو اور حدیث ثوبان میں اس اتباع کی خود یہ وجہ بتائی ہے کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں پس آپ کی اتباع فرض ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مہدی ہلاکت امت کے دافع ہیں جو دافع ہلاکت ہو اس کی اتباع فرض ہے پس مہدیؑ کی اتباع فرض ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین رسول اللہ ہیں اور خاتم کی اتباع فرض ہے۔ کیونکہ اگر اس کی اتباع فرض نہ ہوگی تو وہ احکام مہمل ہو جائیں گے جن سے اختتام دین ہوا ہے غرض احادیث مذکورہ سے یہ امر ثابت ہے کہ امام مہدی کی اتباع فرض ہے۔

فصل۔ اس بیان میں کہ مہدیؑ احکام موجودہ کے علاوہ احکام جدیدہ کی دعوت بھی فرمائیں گے۔ اس باب میں جو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض حدیثیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔ پہلی حدیث یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی ایام سے ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا بڑھائے گا کہ اس دن میں مہدیؑ پیدا ہو جائیں۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہے۔ اس حدیث کی روایت طبرانی نے کی ہے۔ تیسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدیؑ خلیفۃ اللہ ہیں۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور اس ہی حدیث میں آنحضرتؐ نے اپنی امت کو خطاب کر کے فبایعوہ ولوحبواً علی الثلج فرمایا ہے اور ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی امت کو فاتبعوہ کا خطاب فرمایا ہے۔

پہلی حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مہدیؑ کے ذمہ اللہ جل شانہٗ نے کوئی ایسی اہم و مخصوص خدمت دین اسلام رکھی ہے کہ اس خدمت اہم کی انجام دہی کے بغیر دنیا کا اختتام ممکن نہیں ہے۔ مگر اس حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا خدمت ہے۔ جس کے پہلے دنیا ختم نہیں ہوسکتی۔ اس خدمت کی توضیح خود آنحضرتؐ نے دوسری حدیث میں فرمائی اور وہ یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم دین ہیں اور اختتام دین اسلام آپ کی خدمت ہے۔ مخفی نہ رہے کہ خاتم دین کے لفظ سے اس امر پر بھی دلالت ہے کہ مہدیؑ دین کا اختتام ان بعضے احکام کی تبلیغ سے فرمائیں گے جن کی عام تبلیغ آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ میں بطریق فرض و وجوب نہیں کی ہے۔ کیونکہ اگر مہدیؑ کا کسی حکم جدید کی تبلیغ نہ فرمانا اور احکام موجودہ کی ہی اشاعت کرنا رسول اللہؐ

کے علم میں ہوتا اور آپ کو خدا سے یہی معلوم ہوتا تو آپ یہ ارشاد نہیں فرماتے کہ مہدیؑ خاتم دین ہیں بلکہ آپ یہ فرماتے کہ مہدیؑ ناصر دین ہیں پس آپ یختم اللہ بہ الدین نہ فرماتے اور ینصر اللہ بہ الدین فرماتے ۔ جب آنحضرتؐ نے یختم اللہ بہ الدین فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ مہدیؑ احکام جدیدہ کی تبلیغ سے دین اسلام کا اختتام فرمائیں گے۔ ان احکام جدیدہ کی تبلیغ اہم جو مہدیؑ کی مخصوص خدمت ہے مہدیؑ کی بعثت کا موجب ہے ان احکام جدیدہ کا علم مہدیؑ کو بطریق وحی جدید نہیں ہے بلکہ ان کا منشاء وماخذ قرآن مجید ہے۔ اور یہ سب احکام قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن ان کی فرضیت ووجوبیت کی تعلیم آپ کو من جانب اللہ ہوا کرے گی اور وقتاً فوقتاً آپ ان احکام کی تبلیغ بطور فرض وجوب فرمائیں گے۔ پس آیت **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی** کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے سب احکام اتار دئے اور اپنی نعمت پوری کر دیئے یعنی دین کا کمال و اتمام تنزیل کی جہت سے ہوگیا اب اس کے بعد کسی حکم جدید کی تنزیل نہ ہوگی ۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ اکماں و اتمام تنزیل اور اس کی عام تبلیغ میں لزوم نہیں ہے۔ لہذا آنحضرتؐ نے جن احکام منزلہ کی تبلیغ عام کا آپ کو اللہ تعالیٰ سے علم ہوا ان کی عام تبلیغ فرمائی اور جن احکام منزلہ کی تبلیغ عام اللہ تعالیٰ کے علم میں مہدیؑ کے مفوض تھی ان کی تبلیغ مہدیؑ کے ذمہ کردی اور مہدیؑ کی بعثت کی امت کو بشارت دیدی اور فرمایا کہ مہدیؑ خاتم دین ہے یعنی دین اسلام کے احکام کا اختتام اسی کی ذات سے ہوگا۔

دوسرا باب

مہدیؑ کی مجیٔ کے بیان میں۔اس بات میں کئی فصل ہیں

فصل۔مہدیؑ کے ظہور کے بیان میں۔احادیث صیحہ میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ مہدیؑ کا ظہور کسی خاص زمانہ میں ہوگا۔ بلکہ علمائے متقدمین نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ جب چاہے گا مہدیؑ کو پیدا کرے گا چنانچہ ہم نے پہلے باب میں اس قول کو نقل کیا ہے اوراس کے یہ الفاظ ہیں **فذهب العلماء الی انه امام عادل من ولد فاطمةؓ یخلقه الله تعالیٰ متی شاء ویبعثه نصرة لدينه** ۔یعنی علماء متقدمین نے یہ اتفاق کیا ہے کہ مہدیؑ امام عادل اور فاطمہؓ کی اولاد سے ہےاس کو جب اللہ چاہے گا پیدا کرے گا اور نصرتِ دین کے لئے اس کی بعثت ہوگی۔غرض مہدیؑ کے ظہور کا کوئی خاص زمانہ نہیں ہے۔

واضح ہوکہ ہم کواس قول کے اخیر جملہ میں بحث ہےاوروہ یہ ہے کہ مہدیؑ اگرچہ ناصر دین ہیں مگر آپ محض اسی خدمت پر مامور نہیں ہیں بلکہ آپ ناصر دین ہونے کے علاوہ خاتم دین بھی ہیں چنانچہ ہم نے پہلے باب میں اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ اگر آپ محض ناصر دین ہوتے تو آنخضرت آپ کی شان میں ینصر اللہ بہ الدین فرماتے یختم اللہ بہ الدین نہ فرماتے۔ہم نے اگلی فصل میں بھی یہ بحث کی ہے۔

فصل۔اس بیان میں کہ مہدی مبعوث ہوئے اوراپنی مہدیت کی دعوت کی۔امامؑ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور آپ کی پیدائش کا مقام شہر جونپور ہے۔ یہ شہر ہندوستان کے مشہور شہروں سے ہے آپ ۸۴۷؁ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت امام حسینؓ کے پاس پہنچتا ہے **العقاید** حصہ دوم میں ہم نے آپ کے نسبی سلسلہ کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کے تولد کے وقت میں بہت سے خوارق ظاہر ہوئے جن کا تفصیلی ذکر سیر کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔

آپ کے پیدا ہونے کے وقت میں شہر جونپور کے لوگوں نے ہر جگہ اور ہر محلّہ میں یہ آواز سنی۔**جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً** ۔شیخ دانیالؒ نے جواس وقت علماء کبار سے تھے جب شب میں یہ آواز سنی تو متحیر ہوگئے اور منتظر تھے کہ کیا خبر سنائی دیتی ہےاس کے کچھ دیر بعد سید عبداللہ نے آپ کو یہ خبر دی

کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اس بچہ کے عجیب واقعات ہیں اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت اس کے دونوں ہاتھ شرمگاہ کو چھپائے ہوئے تھے اس بچہ پر مکھی نہیں بیٹھتی اس کے رونے میں ایک خاص جذب ہے۔ شیخ چونکہ محدث تھے ان واقعات کو سنکر متعجب ہوئے اور تاڑ گئے کہ یہ بچہ مہدی موعود ہے۔

بچپن ہی سے آپ شریعت رسول اللہ کے تابع تھے آپ کے ہر قول وفعل سے اتباع رسول اللہ ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کے اخلاق وہی تھے جو آنحضرتؐ کے اخلاق تھے کم سنی میں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک متبحر عالم ہوگئے تھے تا آنکہ علمائے وقت نے آپ کو ''اسد العلماء'' کا خطاب دیا تھا۔ آپ کو اللہ کی عبادت میں استغراق رہتا تھا اس عالم کی آپ کو خبر نہیں تھی۔ نماز کے وقت آپ کو اس عالم کی خبر ہوتی تھی اور وضو کر کے نماز ادا کرنے کے بعد پھر آپ استغراق میں رہتے تھے بارہ برس تک آپ کو استغراق رہا اس زمانہ میں آپ کی غذا بہت کم تھی۔ جب آپ کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعوی مہدیت کیا۔ جب آپ نے دعوی مہدیت کا اعلان کیا ہے آپ صاحب عقل وشعور تھے۔

فصل۔ مہدیؑ کے تابع رسول اللہ ﷺ ہونے کے بیان میں۔ مہدی نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول اللہ کا تابع ہوں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر کسے خواہد کہ صدق مارا معلوم کند باید کہ از کلام خدا واز اتباع رسول اللہ در احوال واعمال ما بجوید وفہم کند کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ قل ھذہٖ سبیلی ادعو ا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی جو شخص ہماری سچائی دیکھنا چاہتا ہے اس کو یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اعمال واحوال میں اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن مجید اور رسول اللہؐ کی اتباع پائی جاتی ہے یا نہیں جب ان دونوں میں ہماری اتباع کو پائے تو ہمارے کلام کو سچا جانے پھر آپ نے آیئہ کریمہ قل ھذہ سبیلی الخ کو پڑھ کر اس پر استدلال فرمایا ہے کہ میرا دعوی رسول اللہؐ کے دعویٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ توحید پر اللہ کی طرف بلاتے تھے اور میں بھی توحید پر اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ بصیرت وتوحید کے معنی پر ہم آئندہ بحث کریں گے۔ واضح ہو کہ من اتبعنی میں جو کلمۂ من موجود ہے اس سے مہدی مراد ہیں چنانچہ آپ کے اس فرمان سے یہی بات معلوم ہوتی ہے دیگر علماء نے اس کلمہ ''من' سے عام تابعان رسول اللہ مراد لی ہے مگر ان کا یہ قول ظنّی ہے اور مہدیؑ کا قول مذکور اس وجہ سے کہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں قطعی ہے لہٰذا ہمارے پاس اس 'من' سے مہدیؑ ہی سے مراد لی جاتی ہے یہ دونوں روایتیں جو ہم نے ذکر کی ہیں

بندگی میاں سید خوندمیرؓ صدیق ولایت کے عقیدہ شریفہ میں موجود ہے اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے مکتوب ملتانی میں فرمایا ہے متابعت در ہمہ احکام کند یعنی مہدیؑ سب احکام شریعت میں رسول اللہؐ کی متابعت کرتے ہیں۔ ان اقوال سے ثابت ہے کہ مہدیؑ شریعت رسول اللہ کے تابع ہیں اور اسی تابعیت کو مہدیؑ نے اپنے مہدی ہونے پر استدلال فرمایا ہے مگر آپ ایسے تابع نہیں ہیں جس طرح کہ صحابہ رسول اللہ اور ائمہ اہل بیت رسول اللہ تابع ہیں بلکہ آپ اس وجہ سے کہ خلیفۃ اللہ تابع معصوم ہیں اور مذکورہ تابعین کے معصوم ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے پس مذکورہ تابعین کی تبعیت خطا سے خالی نہیں ہے اور مہدیؑ اس وجہ سے کہ خلیفۃ اللہ ہیں تابع معصوم ہیں لہذا ہمارے پاس آپ کو صرف تابع نہیں کہتے ہیں بلکہ ''تابع تام'' کہتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مہدیؑ جب تابع رسول اللہ ہیں تو کن کن امور میں آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ اس کا جواب خود بندگی میاں سید خوندمیرؓ صدیق ولایت نے ''رسالہ بعض الآیات'' میں ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے **قلنا یتبعه فی احکام الشریعة بالوحی وفی الدعوة الی الله وفی احواله واقواله**۔ یعنی ہم جواب دیتے ہیں کہ مہدیؑ رسول اللہ کے ان احکام شریعت کی اتباع کرتے ہیں جن کی آپ پر وحی کی گئی ہے اور دعوت الی اللہ میں اور آپؐ کے احوال واقوال میں اتباع کرتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدیؑ قرآن اور سنت رسول اللہ کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں قطعی ہیں اور قیاس مجتہد کی اتباع نہیں کرتے اس وجہ سے کہ مجتہد کی رائے خطا سے خالی نہیں ہے اور نیز معصوم کو اتباع غیر معصوم جائز نہیں ہے۔ اسی واسطے مہدیؑ نے فرمایا ہے ''ما بہ ہیچ مذہب مقید نہ ایم'' یعنی کسی مجتہد کے مذہب سے آپ مقید نہیں ہیں۔ یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ''ہر عمل و بیان کہ از بندہ است از تعلیم خدا و باتباع مصطفیٰ است''۔ یعنے جو عمل اور بیان بندہ سے ظاہر ہوتا ہے وہ سب خدائے تعالیٰ کی تعلیم اور مصطفیٰ کی اتباع سے ہے یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے۔ واضح ہو کہ شریعت منزلہ میں سنت متواتر رسول بھی داخل ہے اور اجماع قطعی بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع اجماع بعینہ اتباع قرآن مجید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اور نیز فرماتا ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین الخ ان آیتوں سے اجماع کا دلیل قطعی ہونا ثابت ہے اجماع کے سب اقسام میں اجماع صحابہ جو سکوتی نہ ہو قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے اگرچہ قیاس کا استنباط بھی قرآن مجید سے کیا گیا ہے مگر چونکہ اس میں رائے مجتہد کا زیادہ دخل ہے لہذا اس میں خطا کا احتمال ہے۔

مہدیؑ ان احادیث کے تابع نہیں ہیں جن میں ظن ہو بلکہ ان احادیث کی تصحیح مہدیؑ کے قول وعمل سے ہوگی بشرطیکہ اس کی روایت ہمارے پاس تواتر کے ذریعہ سے پہنچی ہو چنانچہ مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ ''در احادیث بسیار اختلاف است و آں صحیح شدن مشکل است ہر حدیثے کہ موافق حال ایں بندہ باشد آں صحیح است'' یہ روایت عقیدہ شریفہ میں مروی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ خلیفتہ اللہ ہیں آپ کا ہر قول وفعل وحال خطا سے خالی ہے اور احادیث کی یہ حالت نہیں ہے کیونکہ ان کی روایت کے سلسلہ میں جو راوی ہیں معصوم نہیں ہیں لہذا ان کی روایت خطا سے خالی نہیں ہے پس ان کی روایت سے یہ یقین نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کہا ہے اور کیا ہے لیکن جب اس روایت کے سلسلے کثیر ہوں اور صحابہؓ کی ایک جماعت کثیر تک یہ سلسلے پہنچتے ہوں تو اس سے احتمال زایل ہوجاتا ہے۔ایسی حدیثوں کو احادیث متواترہ کہتے ہیں۔ یہ حدیثیں ان احادیث سے جن کی یہ صفت نہیں ہے مستثنٰی ہیں ان کی اتباع فرض ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔ یہ حدیثیں مثل کتاب اللہ ہیں وہ اجماعیں جو سکوتی ہوں یا وہ اجماعیں جو صحابہؓ کے طبقہ کے بعد ہوئی ہیں سب ظنّی ہیں ان کی تصحیح مہدیؑ کے قول سے ہونی ضروری ہے۔حاصل یہ ہے کہ مہدیؑ تابع رسول ﷺ اور مصحح احادیث رسول ﷺ ہیں آپ نے جو کچھ کہا ہے اور کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور اتباع رسول اللہ ﷺ سے کہا اور کیا ہے۔آپ مذہب کے مقید نہیں ہیں۔

فصل۔اس بیان میں کہ مہدیؑ مبیّن شریعت ہیں۔ زمانہ رسول اللہ میں اصول شریعت دو تھے ایک اصل کتاب اللہ یعنی قرآن مجید۔دوسرا اصل سنت رسول اللہ ﷺ۔سنت رسول اللہ ﷺ کا اصل ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطیعو اللہ واطیعو الرسول ۔یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان اور رسول اللہ کے قول وفعل کی اطاعت کرو۔اور نیز اطاعت رسول اللہؐ کے لئے تاکیداً فرماتا ہے من اطاعہ فقد اطاع اللہ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی ۔اور نیز فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوہ یعنی رسول اللہؐ تم کو جو کہے اس کو اختیار کرو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔اس کی تحقیق یہ ہے کہ وحی کے دو قسم ہیں متلو۔غیر متلو۔جو وحی متلو ہے وہ قرآن مجید ہے اور جو غیر متلو ہے وہ سنّت رسول اللہؐ ہے غرض رسول اللہؐ کے زمانہ میں شریعت کے یہی دو اصل تھے۔ آنحضرتؐ کے بعد چونکہ وحی جبرائیلی کا دروازہ بند ہوگیا،ضرورت کے وقت میں صحابہؓ کو اجماع وقیاس کی

طرف توجہ کرنی پڑی۔ چونکہ اجماع وقیاس کا وجود بھی قرآن مجید سے اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ لہٰذا اجماع وقیاس بھی اصل ٹھیرائے گئے لیکن حقیقت میں یہ دونوں کتاب وسنت کی فرع ہیں اور سنت کتاب اللہ کی فرع ہے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں شریعت کے چار اصل ہوگئے یعنی کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہؐ۔ اجماع۔ قیاس۔ سنت رسول اللہؐ آنحضرتؐ کے زمانہ میں قطعی تھی مگر صحابہؓ کے زمانہ میں ہر حدیث قطعی نہیں رہی بلکہ وہ حدیث قطعی سمجھی گئی جس کی راوی ایک بڑی جماعت تھی اور باقی حدیثیں ظنی سمجھی گئیں۔ ان حدیثوں کو علماء اصول کی اصطلاح میں خبر واحد کہتے ہیں۔ خبر واحد فقہاء کے پاس واجب العمل ٹھیرائی گئی ہے قیاس کے علاوہ استحسان اور استصحاب کو بھی بعضے مجتہدین وفقہاء نے حجج شرعیہ میں شمار کیا اور بعضوں نے تعامل ناس کو بھی دلیل شرعی ٹھیرایا۔ ان چیزوں کے اعتبار سے سب احکام شرعی قطعی نہیں رہے کیونکہ مجتہدین ہر ایک اجتہاد میں مصیب نہیں ہیں۔ بلکہ ان سے خطا بھی ہوتی ہے۔ پس شریعت محمدیہ احکام قطعیہ اور ظنیہ سے مخلوط ہوگئی لہذا مہدی علیہ السلام نے شریعت حقہ کا بیان کرنا شروع کیا اور احکام صحیحہ قطعیہ سے عام اطلاع دی۔ اسی واسطے مہدیؑ کو ہمارے پاس مبیّن شریعت بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں اس کی تصریح کی ہے اور مہدیؑ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ شریعت مصطفیٰ بیان می کند اگر حقیقت بیان کردے شما سوختہ گردیدندے اور اسی بیان شریعت کے اعتبار سے مہدیؑ کو ناصر دین بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ کا یہ لقب ہمارے فرقہ میں متعارف نہیں ہے۔ غرض مہدیؑ نے شریعت محمدیہ میں بالکل تصرف نہیں کیا بلکہ احکام شریعت حقہ کی پوری اتباع کی اور بدعتوں کا بالکل استیصال کر دیا۔

فصل۔ مہدی علیہ السلام کی دعوت کے بیان میں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ سیدنا سید محمد جونپوری نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں ہی مہدی موعود ہوں جس نے میری تصدیق کی وہ مومن ہے اور جس نے میری مہدیت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ یہ دعوت آپ نے خدا کے حکم سے کی آپ کا دعویٰ قطعی ہے اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ یہ دعویٰ کسی قید کے ساتھ مقید ہے اور نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط۔ غرض یہ دعویٰ محکم وقطعی ہے پس جس نے آمنت بالمھدی الموعود کہا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے پاس مومن ہو جائے گا۔ عام ازیں کہ وہ عامل ہو یا قاصر العمل ہو۔ ترک دنیا کرے یا نہ کرے اس کی بحث آئندہ فصلوں میں آئے گی چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے عقیدہ شریفہ میں لکھا ہے ہر کہ از مہدیت ایں ذات انکار کند او از خدا

واز کلام خدا واز رسول وے منکر باشد اورنیز یہ بھی فرمایا ہے کہ ایں حکم یعنی یہ حکم کہ مہدی موعود ہوں در خلق اظہار کردن مامور گشتیم یعنی میں اس دعویٰ کے کرنے پر اللہ کی طرف سے مامور ہوں کہ میں مہدی موعود ہوں ۔ آپ نے دنیا کے بڑے بڑے سلاطین کے نام اپنی مہدیت پر ایمان لانے کے فرامین جاری فرمائے اوران میں یہ بھی لکھا کہ اگر میں اپنے مہدی موعود ہونے کو ثابت نہ کرسکوں تو مجھے قتل کر دیا جائے۔

علماء وقت نے جب آپ کی دعوت سنی آپ سے مناظرہ کے لئے تیار ہوئے مگر جب مناظرہ ممکن نہ تھا مجادلہ اور مکابرہ کرنے لگے ان میں بعض نے خوارق عادات بھی طلب کئے ۔ جب یہ معرکے طئے ہوگئے تو عداوت وحسد سے آپ کا مقابلہ کیا۔ سلاطین وقت کو آپ کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ طرح طرح کے آپ کو اورآپ کے اصحاب کو اذیتیں پہنچائیں ۔ جن سلاطین پر علماء وفقہاء کا زیادہ دباؤ تھا انہوں نے آپ کو تکلیفیں دیں اوراپنی سرزمین سے اخراج کے حکم سنائے مگر آپ نے اس وقت تک ہجرت نہ کی جب تک کہ آپ کو اللہ جل شانہ سے ہجرت کرنے کا حکم نہ ہوا۔ جب آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا آپ نے ہجرت کی ۔ جن سلاطین وعلماء کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی انہوں نے آپ کے مہدی ہونے کی تصدیق کی ۔ اور جن علماء وقضات کو یہ خیال تھا کہ بعض حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہدی بادشاہ ہوگا اور یہ بادشاہ نہیں ہیں بلکہ ترک دنیا فرض بتاتے ہیں پھران کی تصدیق کیونکر کی جائے پس حب دنیا اورطلب دنیا میں رہ گئے ۔ آنحضرتؐ نے دنیا کی سخت مذمت کی ہے اورفرمایا ہے حبّ الدنیا راس کل خطیئة ۔ یعنی دنیا کی محبت سب خطاؤں کی سردار ہے اور نیز فرمایا ہے کہ الدنیا جیفة و طالبها کلاب یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتّے ہیں اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یستحبون الحیوٰة الدنیا علی الآخرة ویصدّون عن سبیل الله ویبغونها عوجاً اولئک فی ضلال بعید (سورہ ابراہیم ۔۳) یعنی جولوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر دنیا چاہتے ہیں اورلوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی راہ کو تیڑھا راستہ سمجھتے ہیں یہ لوگ بڑے گمراہ ہیں اور نیز فرماتا ہے من کان یرید الحیوٰة الدنیا وزینتها نوف الیهم اعمالهم فیها و هم فیها لا یبخسون. اولئک الذین لیس لهم فی الأخرة الّا النار (ہود۔۱۵) یعنی جوشخص حیواة دنیا اوراس کی زینت کو چاہتا ہے ہم ان کے اعمال کو اس دنیا میں پورے

کر دیتے ہیں وہ اس دنیا میں گھاٹے میں نہیں ہیں۔اس جماعت کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کے کوئی چیز نہیں ہے شیخ غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے **وکان یحییٰ بن معاذ الرازی یقول لعلماء الدنیا قصورکم قیصریة وبیوتکم کسرویة واثوابکم طاهریة واخفافکم جالوتیة ومراکبکم قارونیة واوانیکم فرعونیة ومآتمکم جاهلیة ومذاهبکم شیطانیة فاین الشریعة المحمدیة** ۔یعنی یحیٰی بن معاذ رازی فرماتے ہیں علماء دنیا کو یہ کہتے تھے تمہارے محل وقصر قیصری ہیں تمہارے مکان کسروی ہیں تمہارے لباس طاہری تمہارے کفش جالوتی تمہارے مرکب قارونی تمہارے برتن فرعونی تمہاری مجلسیں جاہلیت کی تمہارے طریقے شیطانی ہیں پس شریعت محمدیہ کہاں ہے۔حاصل یہ ہے کہ قرآن وحدیث متاع دنیا کی مذمت کرتے ہیں پھر مہدی دنیا کا بادشاہ کیونکر ہوگا بلکہ مہدیؑ دین کا بادشاہ اور دینی حکومت کا خاتم ہے۔

فصل۔مہدیؑ کے مذہب کے بیان میں۔مہدی علیہ السلام چونکہ خلیفۃ اللہ ہیں آپ نے ائمہ مجتہدین کی تقلید نہیں کی ہے کیونکہ امام معصوم کو امام غیر معصوم کی تقلید جائز نہیں ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں یہ روایت کی ہے کہ مہدی نے فرمایا ہے **ما به هیچ مذهب مقیدنه ایم** ۔بلکہ آپ کا مذہب کتاب اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ہے چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔**هر عمل وبیان که ازیں بنده است از تعلیم خدا است واز اتباع مصطفیؐ است**۔ملا علی القاری نے جو یہ رائے لکھی ہیکہ مہدیؑ مجتہد مطلق ہے غلط ہے کیونکہ جب مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا حدیث سے ثابت ہے تو اس وجہ سے کہ آپ خلیفۂ خدا ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہونا مسلّم ہے پھر ایسا شخص اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے کس طرح احکام کا استنباط کرے گا غرض آپ نہ مجتہد ہیں اور نہ کسی مجتہد کے مقلد ہیں۔بلکہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں اور آپ کا ہر قول وفعل تعلیم خدا اور اتباع محمد رسول اللہؐ سے ہے۔

فصل۔ ہماری پچھلی تقریر سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے دو منصب ہیں، ایک منصب بیان شریعت کا ہے چنانچہ ہم نے اس کا ذکر سابق میں کیا ہے۔آپ کا دوسرا منصب ان احکام کی طرف دعوت کرنے کا ہے جن سے دین اسلام کا اختتام ہے یہ احکام بہ نسبت ان احکام کے جن کی عام دعوت رسول اللہؐ نے کی ہے زیادہ سخت ہیں۔ان احکام کا تعلق امور دنیاوی سے نہیں ہے بلکہ ان احکام کے ذریعہ سے اعلیٰ

عبادت کا حکم دیا گیا ہے اگر چہ یہ سب احکام قرآن مجید اور حدیث شریف میں موجود ہیں مگر چونکہ ان میں زیادہ شدت تھی اور آنحضرت ﷺ نے ان کی عام دعوت بھی نہیں کی تھی، مجتہدین امت نے ان کی تفصیل کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر چہ یہ احکام بھی بہت ہیں مگر ان میں جو اہم اور بمنزلہ اصول سمجھے گئے ہیں یہ ہیں۔ ترک دنیا ذکر خدا' توکل' عزلت' صحبتِ صادقان' طلبِ دیدار خدا' ہجرت۔ ہمارے پاس ان احکام کو احکام ولایت کہتے ہیں۔ ان سب احکام کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

مہدی علیہ السلام نے ان احکام کی طرف مستقل طور پر عام دعوت کی اور ان کے اسرار وحقائق امتِ محمدیہ پر بیان کئے۔ درحقیقت آپ کی بعثت ان ہی احکام کی دعوت کے لئے ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں مہدیؑ سے روایت کی ہے۔ فرمودہ است حق تعالیٰ ماراکه فرستاده است مخصوص براے ایں است که آں احکام و بیان که تعلق به ولایت محمدی دارد بواسطۂ مہدی ظاہر شود۔ یعنی مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہم کو خاص اسی لئے بھیجا ہے کہ جو احکام ولایت سے متعلق ہیں مہدی کے واسطہ سے ظاہر ہوجائیں۔ اسی وجہ سے ہمارے پاس مہدی کو خاتم ولایت محمدیہ کہتے ہیں اور بعضے متقدمین صوفیہ نے بھی آپ کو اسی اعتبار سے خاتم ولایت محمدیہ کہا ہے اور قوم کی بعض کتابوں میں اسی معنے کے لحاظ سے مہدیؑ کو خاتم ولایتِ محمدیہ لکھا گیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ مہدیؑ نے اللہ جل شانہٗ کے حکم سے اس خاص خدمت پر مامور ہوکر ولایتِ محمدیہ کے احکام کی تبلیغ کی اور دینِ اسلام کے احکام کا اختتام ان احکام کی تبلیغ سے فرمایا۔

فصل۔ ہماری سابق کی تقریر سے ثابت ہے کہ مہدیؑ پر ایمان لانا فرض ہے اور آپ کا انکار رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا ہے۔ پس مومنین کو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جن کو سید محمد علیہ السلام کے مہدی ہونے کا انکار ہے اور اگر سہو سے کسی نے نماز پڑھ لی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے چنانچہ بندگمیاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں مہدیؑ سے روایت کی ہے و نیز فرموده است که بدنبال منکرانِ مہدی نماز مگزارید اگر گزارده باشید باز بگردانید۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ مہدیت کے انکار کرنے والوں کے پیچھے نماز مت پڑھو اور اگر ادا کئے ہوتو دوبارہ نماز پڑھو۔ پس جو شخص

مہدیؑ پر ایمان لایا ہے اور آپ کے سب فرائض کی تصدیق کرتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے اور اگر کسی فرض کا انکار کرتا ہے مثلاً ہجرت و صحبت صادقاں وغیرہ تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص یومنون ببعض و یکفرون کے حکم میں ہے اور اسی طرح ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے جو مہدی علیہ السلام کو نبی مشرع یا نبی غیر مشرع کہتے ہیں کیونکہ اس اعتقاد کو یہ امر مستلزم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ خاتم الانبیاء ہیں اور نہ سید محمد علیہ السلام مہدی موعود ہیں اور نیز ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں ہے جو مہدیؑ کو تابع تام محمد رسول اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ مہدیؑ نے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے مہدی ہونے کی دلیل کا جزو گردانا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اگر کسے خواہد کہ صدق مارا معلوم کند باید کہ از کلام خدا و از اتباع رسول اللہؐ در احوال و اعمال مابجوید و فہم کند اور نیز ان لوگوں کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے جو مہدیؑ کو صرف ناصرِ دین کہتے ہیں اور خاتم دین نہیں کہتے حالانکہ آپ کی بعثت اختتام دین اسلام کے لئے ہے۔

باقی جھگڑے جو ولایت محمدیہ کے مخلوق ہونے یا غیر مخلوق ہونے میں یا ورائے ترکِ دنیا ایماں نیست کی روایت میں ہیں اصول و فروع مذہب میں داخل نہیں ہیں۔ پس یہ جھگڑے اس امر کے مانع نہیں ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جن لوگوں کو کتاب خدا اور حدیث متواتر و فرائض مہدیؑ سے کسی حکم کا انکار ہو ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور جن کو ان امور میں کسی چیز کا انکار نہ ہو ان کے پیچھے نماز درست ہے۔

تیسرا باب

ان احکام کے بیان میں جن کو مہدیؑ نے اپنے مومنین پر فرض گردانا ہے

فصل۔صحبت صادقاں کے بیان میں ۔مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ صادق کی صحبت فرض ہے۔صادق سے وہ شخص مراد ہے جو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی اتباع کرے اور یہ اتباع اس کے قول وعمل سے ظاہر ہو۔مہدی کے مبعوث ہونے کے بعد صادق کی تعریف ہمارے پاس یہ ہے کہ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مہدیؑ کی اتابع کرے اوراس کی یہ اتباع اس کے قول وعمل سے ظاہر ہو۔صادق کی صحبت میں مومن شخص کا رہنا اس وجہ سے فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین** (التوبہ۔۱۱۹) یعنی اے مومنو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صادقین کی صحبت میں رہو پس ہر مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور کسی صادق کے ہمراہ رہے۔اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ایک ایسا فرض ہے جو بالکل ظاہر ہے۔صحبت صادق کے فرض ہونے کی وجہ ہے کہ کونوا صیغۂ امر ہے اور صیغۂ امر فرضیت حکم پر دلالت کرتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اس فرضیت کا مانع ہو۔اس آیت کریمہ میں کونوا اسی طرح واقع ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں ہے جو اس حکم کا مانع ہو۔

فصل۔ذکر کثیر کے بیان میں۔مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ ذکر کثیر فرض ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً** (الاحزاب۔۴۱) اور نیز فرماتا ہے **واذکر ربک... بالغدو والآصال** (الاعراف۔۲۰۵) ان آیتوں میں واذکر جو صیغۂ امر موجود ہے ذکر کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

فصل۔طلب دیدار خدا کے بیان میں ۔مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طلب دیدار خدا فرض ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ** (الاسرا: ۷۲) یعنی جو شخص دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔اس آیت سے طلب دیدار خدا کی فرضیت ثابت ہے۔

فصل۔ترک دنیا کے بیان میں ۔ مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ترک دنیا فرض ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من کان یریدالحیٰوۃ الدنیا و زینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون۔ اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الاالنار۔(ھود۔۱۵)یعنی جولوگ دنیااوراس کی زینت چاہتے ہیں ہم ان کے اعمال اُن کے لئے پورے کردیتے ہیں۔وہ لوگ اس میں گھاٹے میں نہیں ہیں۔ان لوگوں کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے کہ دنیا کی خواہش ایسا امر ہے کہ اس کی سزامیں اللہ تعالیٰ نے عذاب دوزخ رکھا ہے اس آیت میں لفظ من عام ہے اوراس کا عموم مومن وکافرکوشامل ہے۔تنویرالھدایہ میں ہم نے فصول مذکورہ کی زیادہ توضیح کی ہے۔

فصل۔عزلت خلق کے بیان میں۔عزلت سے مراد ان لوگوں سے یکسوئی اختیار کرنا ہے جولہو ولعب کو دین سمجھتے ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذرالذین اتخذوا دینھم لعباً و لھواً۔(الانعام۔۷۰)مہدیؑ نے عزلت خلق کوفرض فرمایا ہے کیونکہ کلمۂ ذرجوصیغۂ امر ہے فرض ووجوب پردلالت کرتا ہے۔

فصل۔توکل کے بیان میں۔مہدی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا فرض ہے کیونکہ جوشخص اللہ تعالیٰ پرتوکل نہیں کرتا اور اسباب کو مستقل موثر سمجھتا ہے تو وہ مشرک ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ اس طرح سمجھنا کفر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔(آل عمران۔۱۵۹)توکل کے مراتب و اقسام تنویرالہدایہ میں مذکور ہیں ملاحظہ کیا جائے۔

فصل۔ہجرت کے بیان میں۔مہدی علیہ السلام نے ہجرت کوفرض گردانا ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ جس سر زمین پر مخالفین کی طرف سے اداء احکام دین کی ممانعت ہو،مومنین پرفرض ہے کہ ایسی سرزمین سے ہجرت کریں اور ایسی جگہ چلے جائیں جہاں اطمینان سے خدا کی بندگی کرسکیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولئک ماواھم جھنم و سآء ت مصیراً۔(النسا۔۹۷) یعنے کفار کے شہروں سے جولوگ باوجود ضعف دین کے نہیں نکلے ان کو فرشتے کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین تمہارے لئے وسیع نہیں تھی تم پرواجب تھا کہ تم ان شہروں سے نکل جاتے ان لوگوں کیلئے دوزخ ہے اور بری بازگشت۔اسی واسطہ حضرت مہدیؑ اسباب ہجرت کے پائے جانے پر ہجرت کوفرض فرمایا ہے۔

فصل۔ایمان کے بیان میں۔ایمان کے مسئلہ میں حنفیہ اور شافعیہ کو اختلاف ہے حنفیہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی۔شافعیہ کہتے ہیں کہ ایمان میں کمی وزیادتی ہوتی ہے مگر حقیقت میں جس

سے نفس تصدیق مراد ہے کمی وزیادتی ممکن نہیں ہے۔ہاں حقیقت ایمان کا کمال ونقصان ممکن ہے مہدیؑ نے بھی اسی معنی کو پسند فرمایا ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں فرمایا ہے چنانچه در حصر ایمان فرمود انما المومنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاته زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون. الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰھم ینفقون .اولٰئک ھم المومنون حقاً یعنی (الانفال ۔۲) مومن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل ڈرتے ہیں اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہوجاتا ہے۔اوراپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے انفاق کرتے ہیں یہ لوگ حقیقی مومن ہیں۔اس آیت سے ظاہر ہے کہ حقیقی مومن وہی ہیں جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں اور انہی لوگوں کا ایمان کامل ہے۔اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایمان جزوعمل ہے کیونکہ جن صفات کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ سب اعمال ہیں اور ظاہر ہے کہ صفات موصوف کے اجزاء نہیں ہیں۔

فصل۔اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی اور زبان سے کلمۂ شہادت کہنے اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے۔جمہور اہل سنت کہتے ہیں کہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ ایمان محض تصدیق قلبی کا نام ہے۔ اس کی کئی دلیلیں ہیں۔پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلۃ ۔۲۲) دوسری دلیل یہ ہے اللھم ثبت قلبی علیٰ دینک ۔تیسری دلیل یہ کہ اسامہؓ نے ایک شخص کو قتل کیا تھا تو رسول اللہؐ نے فرمایا ھلاّ شققت قلبه اس سے ظاہر ہے کہ ایمان تصدیق قلبی ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایمان پر عمل کا عطف کیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات (النساء:۱۲۲) اور ضرور ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں تغایر ہو کیونکہ نفس شئی پر عطف جائز ہے اور جزو کا عطف کل پر۔پانچویں یہ ہے کہ ایمان گناہ کرنے پر بھی باقی رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا (الحجرات ۔۹) آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ آپس میں لڑنا گناہ کبیرہ ہے اور نیز وہ لوگ بھی مومن ہیں جن کا ایمان ظلم سے مقرون ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ (الأنعام ۔۸۲) آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کی دوقسمیں

ہیں۔ایک قسم یہ ہے کہ مومنین نے اپنے ایمان کو ظلم سے مقرون کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں پہلی قسم کا ذکر کیا ہے اور دوسری قسم چونکہ اس کی قسم ہے ضمناً ثابت ہوتی ہے چھٹی دلیل یہ ہے کہ ایمان اگر تصدیق قلبی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ **ختم اللہ علیٰ قلوبھم اور بل طبع اللہ علی قلوبھم** ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کردی تو پھر وہ کس طرح ایمان لاسکیں گے۔ان دلیلوں سے ثابت ہے کہ ایمان مرکب اور مجموع نہیں ہے بلکہ محض تصدیق قلبی ہے اور اقرار لسانی ظہور ایمان کی شرط ہے۔ہماری قوم کے بعض اصحاب کا یہ بھی خیال ہے کہ عمل جزو ایمان ہے اور اس پر چند روایتوں سے استدلال کیا ہے۔پہلی یہ ہے کہ ورائے ترک دنیا ایمان نیست دوسری یہ ہے کہ انصاف نامہ میں مروی ہے تصدیق بندہ عمل است بے عمل مردود۔تیسری یہ ہے کہ ہر وقت کہ مومن گناہ کند ایمان از و بیرون می شود وچوں از گناہ توبہ کند ایمان باز در آید۔یہ روایت انصاف نامہ کے حاشیہ میں ہے۔چوتھی روایت یہ ہے مومن عمداً گناہ نہ کند و ہر کہ عمداً گناہ کند او کافر است۔مکتوب قاضی منتجب الدینؒ۔پانچویں روایت یہ ہے کہ مصرّ گناہ کبیرہ جاوید در دوزخ بماند۔یہ سب روایتیں قابل بحث ہیں کیونکہ پہلی روایت کے مفہوم ''ترک دنیا کے سوا ایمان نہیں ہے'' سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض ترک دنیا ہی ایمان ہے۔اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ترک دنیا جزو ایمان ہے اور عمل صالح کے ساتھ ایمان کا اجتماع ممکن ہے۔دوسری روایت میں یہ بحث ہے کہ عمل ہو تو قبولیت ہے اگر عمل نہ ہو تو قبولیت بھی نہیں یعنی تصدیق نہیں۔یہ روایت بھی اسی بات کو بتاتی ہے کہ عمل نفس تصدیق ہے نہ جزو تصدیق اس بناء پر یہ کہنا صحیح ہے کہ ان دونوں روایتوں میں یہ استدلال کرنا کہ عمل جزو تصدیق و ایمان ہے بالکل غلط ہے ہم ان دونوں میں آئیندہ بھی تفصیلی بحث کریں گے۔تیسری روایت کا یہ مفہوم ہے کہ ایمان کیساتھ گناہ کبیرہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور عمل صالح کے ساتھ ایمان کا اجتماع ممکن ہے۔اگر عمل صالح کا اجتماع ہوگا تو یہ عمل صالح وصف ایمان نہ ہوگا ورنہ قیام عرض بالعرض لازم آئے گا اور یہ محال ہے بلکہ وصف عامل ہوگا نہ کہ جزو ایمان۔ان کے اجتماع کے یہ معنی ہیں کہ ایمان وصورت عمل قلب میں پائے جاتے ہیں اس سے ایمان کا مرکب ہونا اور عمل اس کا جزو ہونا ثابت نہیں ہے۔چوتھی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے عمداً گناہ کیا وہ کافر ہے اور جس نے عمداً نہیں کیا وہ کافر نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح اور عمل قبیح کا اجتماع ممکن ہے۔لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمل جزو ایمان

ہے چنانچہ آیۂ کریمہ و آخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا و آخر سئیاً (التوبۃ۔۱۰۲) اسی امر پر دلالت کرتی ہے۔ غرض نفس خلط ایمان سے عمل صالح کی جزویت لازم نہیں آتی بلکہ ان دونوں کا محل قلب میں اجتماع لازم آتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو گناہوں کا بھی جزو ایمان ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ مومن فاسق کے دل میں ایمان فسق سے مخلوط ہے اور گناہ کا جزو ایمان ہونا ظاہر البطلان ہے۔ پانچویں روایت میں بھی یہی بحث ہوگی حاصل یہ ہے کہ روایات مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ عمل جزو ایمان ہے جن لوگوں نے ان روایتوں سے یہ سمجھ لیا ہے کہ عمل جزو ایمان ہے انہوں نے سخت غلطی اور مذکورہ آیاتِ کریمہ سے مخالفت کی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کسی آیت وحدیث وروایت مہدی موعودؑ میں یہ نص نہیں ہے کہ عمل جزو ایمان ہے۔

فصل۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان نفس ترک دنیا ہے۔ چنانچہ یہ روایت مسموع ہے کہ ورائے ترک دنیا ایمان ن ست اور نیز مروی ہے کہ مہدیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبولیت بندہ عمل است وبے عمل قبولیت مردود یہ روایتیں انصاف نامہ وغیرہ میں ہیں۔

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک دنیا کے انتفاء سے ایمان بھی منتفی ہوجاتا ہے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ اگر عمل نہ ہو تو قبولیت جس سے ایمان وتصدیق مراد ہے مردود ہوجائے گی۔ ہمارے پاس یہ دونوں روایتیں قابل بحث ہیں۔

پہلی روایت اس وجہ سے قابل بحث ہے کہ فرض کیجئے اگر کسی مصدق مہدی موعودؑ نے سب فرائض ادا کئے مگر ترک دنیا سے قاصر رہا ہو تو وہ مومن نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب ترک دنیا ہی نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں۔ مگر یہ امر دعویٰ محکم مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالکل مخالف ہے کیونکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ میرا مصدق مومن ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان مطلق تصدیق سے مومن ہوجاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اس دعویٰ کو کسی قید سے مقید کیا نہ کسی شرط سے مشروط۔ پس نفس تصدیق ہی سے وہ مومن ہوجائے گا گو وہ قاصر العمل ہے۔

اور نیز اگر کسی نے دنیا کو ترک کیا اور آمنت بالمھدی الموعود نہیں کہا تو مومن ہونا چاہئے کیونکہ جب ترک دنیا نفس ایمان ہے تو پھر آمنت بالمھدی الموعود کہنے کی ضرورت نہیں ہے اس تقدیر پر ہر

ایک تارک دنیا کو مومن کہنا لازم آئے گا۔ عام ازیں کہ وہ مصدق مہدی موعود ہو یا نہ ہو اور یہ باطل ہے۔

دوسری روایت بھی (یعنی تصدیق بندہ عمل است و بے عمل قبولیت مردود) قابل بحث ہے اور یہ ہے کہ جملہ بے عمل مردود است میں لفظ عمل مطلق ہے اس کی تقئید کی ضرورت ہے کیونکہ مطلق عمل موجب ثواب نہیں ہے ہاں عمل صالح موجب ثواب ہوتا ہے پھر یہ بھی بحث ہے کہ روایت مذکورہ میں عمل مفرد ہے تو اس سے یہی دو احتمال پیدا ہوں گے۔ تثنیہ کا احتمال اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کہ اس میں علامت تثنیہ نہیں ہے۔ واضح ہو کہ اگر عمل سے سارے اعمال مراد ہیں تو یہ باطل ہے کیونکہ واحد سے بطور استغراق سارے اعمال اس صورت میں معتبر ہوتے ہیں جب کہ اس پر علامت استغراق موجود ہو مثلاً کلمۂ کل و جمیع یا ہمہ اور روایت مذکورہ میں عمل پر یہ الفاظ داخل نہیں ہیں تو استغراق اعمال باطل ہوگا۔ پس یہ احتمال باطل ہے کہ عمل سے سب اعمال صالحہ مراد ہیں اور اگر بالفرض اس سے یہ مقصود ہو کہ عمل سارے اعمال صالحہ کو متضمن ہے تو ان کی ادا قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ یہ امکان بشر سے باہر ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی ان کا وقوع قابل تسلیم نہیں کیونکہ دلیل عقلی و نقلی سے یہ ثابت ہے کہ ان سے فعل خیر ہی صادر ہوگا اور یہ ثابت نہیں ہے کہ مفہوم خیر کے جتنے افراد ہیں ان سے سب صادر ہوں گے۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ ان سے کوئی فعل معصیت صادر نہ ہوگا غرض دوسرا احتمال باطل ہے۔

اب رہا پہلا احتمال وہ بھی قابل بحث ہے۔ کیونکہ عمل روایت مذکورہ میں نکرہ ہے تو وہ فرد غیر معین ہی میں منحصر رہے گا۔ اس صورت میں کسی ایک عمل سے قبولیت یعنی تصدیق ثابت ہو جائے گی عام ازیں کہ وہ ترک دنیا ہو یا دوسرا کوئی عمل ہو۔ اس صورت میں دو امر لازم آئیں گے۔ پہلا یہ ہے کہ تصدیق عمل کا نام ہوگا اور یہ باطل ہے کیونکہ تصدیق علم یقینی کا نام ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ روایت (ورائے ترک دنیا ایمان نیست) سے متعارض ہوگی کیونکہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ ایمان خاص ترک دنیا ہی ہے۔ اور روایت زیر بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصدیق نفس عمل کا نام ہے اور وہ ترک دنیا ہو یا کوئی اور عمل ہو۔ اور جب یہ دونوں روایتیں متعارض ہیں اور ان میں تطبیق نہیں ہوسکتی تو علم اصول کی نظر کرتے دونوں ساقط ہو جائیں گی اور کسی پر عمل نہ ہوسکے گا۔ اگر عمل صالح سے ترک دنیا مراد لی جائے تو اس میں پھر وہی بحثیں عاید ہوں گی۔ جو روایت ترک دنیا میں کی گئی ہیں۔ غرض یہ دونوں روایتیں قابل بحث ہیں۔ ہمارے پاس حق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یوں تقریر

کی جائے کہ جس نے مہدی موعودؑ کی دل سے تصدیق کی اور آپ کے دعویٰ مہدیت کا اقرار زبان سے کیا وہ مومن ہوگیا اور جس نے اس تصدیق واقرار کے ساتھ آیت مذکورہ کے مطابق عمل کیا مومن حقیقی اور آیت مذکورہ کا مصداق بن گیا۔ غرض دعویٰ مہدیؑ کی تصدیق کے ساتھ ہی انسان مومن ہوجاتا ہے۔ اور تصدیق وعمل سے مومن کامل۔ قسم اول کو مومن قاصر العمل بھی کہتے ہیں چونکہ تصدیق مہدی موعودؑ کے بعد منصوصہ فرائض ولایت پر عمل کرنا فرض ہے یہ دونوں روایتیں ادائے فرائض کی تحریص پر دلالت کرتی ہیں۔

ہماری تقریر سے یہ ثابت ہوگیا کہ عمل جزو ایمان نہیں ہے جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ عمل کی زیادتی وکمی کے اعتبار سے ایمان میں بھی کمی وزیادتی ہوتی ہے محتاج دلیل ہے۔

فصل۔ علماء امت رسول اللہؐ کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا یا نہیں۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا اور بعض کی یہ رائے ہے کہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں جائے گا ان میں دو فریق ہیں ایک فریق کا یہ قول ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں ہمیشہ رہے گا دوسرے فریق کی یہ رائے ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں داخل ہوگا اور پھر شفاعتِ رسول اللہؐ سے دوزخ سے باہر آئے گا اور جنت میں جائے گا۔ اہل سنت کے اکثر علماء کا یہی مذہب ہے۔ غرض یہ مسئلہ اس طرح زیر بحث ہے۔ مہدی موعودؑ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دوزخ میں جائے گا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا چنانچہ بندگی میاں سید خوند میرؓ کی روایت (وجاودانی در دوزخ) کا یہی مفہوم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دوزخ کافروں کا مقام ہے اور آیت کریمہ **اعدت للکافرین** بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے اور نیز آیت کریمہ **لا یصلاھا الّا الا شقیٰ الذی کذّب وتولّیٰ** (اللیل۔۱۵) سے یہی ثابت ہے کہ دوزخ میں اس شقی کے سوا کوئی نہ جائے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو حکم حرف نفی واستثناء کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے وہ حصر پر دلالت کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بطور حصر فرمایا ہے کہ دوزخ میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ شخص داخل ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی اور اس سے منہ پھیر لیا ہے چونکہ مومن فاسق ان دونوں صفتوں سے موصوف نہیں اس لئے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ ہمارا مذہب اس مسئلہ میں یہی ہے کہ مومن فاسق دوزخ میں نہ جائے گا اور قبر میں ہی سزا پائے گا اور عذاب قبر اور زجر وتوبیخ کے بعد رحمتِ باری عزاسمہ

وعم کرمہ سے یا آنحضرتؐ کی شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس جگہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فاسق کے حق میں جو وعیدیں قرآن مجید میں موجود ہیں وہ سب دھمکیاں ہیں ان کا وقوع نہ ہوگا۔ یہ مرجیہ کا اعتقاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرجیہؔ اس امر کے قایل ہیں کہ فاسق کو نہ عذاب ہوگا اور نہ وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمارا یہ مذہب نہیں ہے بلکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ مومن فاسق اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں معذب رہے گا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کرم یا اپنے رسول اکرمؐ کی شفاعت سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ غرض مومن فاسق کا معذب ہونا مسلّم ہے مگر دوزخ میں جانا مسلّم نہیں ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعضی حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مومن فاسق دوزخ میں داخل ہوگا اور پھر آنحضرتؐ کی شفاعت سے نکلے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ میں جو لوگ داخل کئے جائیں گے وہ لوگ ہالک ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من تدخل النار فقد اخزیته** (آل عمران۔۱۹۲) پس جو لوگ ہالک ہیں ان کی نجات ممکن نہیں ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہالک ہیں مگر چونکہ مومن امن والا ہے اور اس کے عام مفہوم میں مومن فاسق بھی داخل ہے لہذا اس کی ہلاکت ممکن نہیں ہے اور نیز آیت **لا یصلاھا الخ** اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جہنم خاص ان اشقیا کا مقام ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا اور اللہ سے اپنا منہ پھیر لیا ہے اور ظاہر ہے کہ فاسق ان دونوں بری صفتوں سے موصوف نہیں ہے لہذا وہ دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا اس مسئلہ کی ہم نے شرح فقہ اکبر میں بڑی تفصیل و تحقیق کی ہے اس مختصر رسالہ میں اسی بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔

فصل۔ مومن حقیقی و مومن حکمی و مومن عرفی کے بیان میں۔ اس کے پہلے ہم نے ایمان و مومن میں ان معنوں کے اعتبار سے بحث کی ہے جو عرف عام میں ہیں اب ہم اس جگہ مومن کے اقسام میں اصطلاح خاص کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ایمان کے معنی دل سے کسی چیز کی تصدیق کرنا ہیں۔ اس تصدیق کے لئے مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کی تصدیق کی گئی ہے اس کے وجود کا دل میں اعتقاد جازم رکھنا مثلاً رسول اللہؐ کی دل میں نبوت کے پہلے خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتقاد۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا اعتقاد جازم ہے اس

کو اپنے اعتقاد جازم کے مطابق دیکھ لینا مثلاً آنخضرتؐ نے نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کو شب معراج میں اپنے اعتقاد جازم کے مطابق واحد ہی دیکھا ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا اعتقاد جازم ہے اس کے وجود میں فنا ہو جانا مثلاً آنخضرتؐ کی حالت حقی جس کو وصال سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس حالت کا بیان خود اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولا کن اللہ رمی (الانفال۔۱۷) یعنی اے محمدؐ تم نے کفار پر جب ریتی پھینکی تھی تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اس کو اللہ نے پھنکا تھا۔ اس آیۃً کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب آپ نے کفار پر ریتی پھینکی تھی اس وقت آپ وصال کی حالت میں تھے۔ لہذا اللہ جل شانہ نے آپ کے فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور اس فعل کے صدور کی آپ سے نفی کردی۔ ہماری تقریر سے ظاہر ہے کہ سب مومنین میں اعلیٰ مومن وہی ہے جو تیسرے مرتبہ سے موصوف ہو۔ مگر اس اعلیٰ رتبہ سے آنخضرتؐ کے سوائے کوئی نبی مرسل اور ملکِ مقرب موصوف نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام سے یہ روایت مشہور ہے کہ آپ قم باذن اللہ کا ہم معنی کوئی جملہ فرما کر مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ مگر یہ آپ کا مقولہ ہے کوئی آیت انجیل یا قرآن مجید اس مضمون کی نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ اللہ جل اللہ شانہ نے اس میں یہ خبر دی ہو کہ عیسیٰؑ کو مرتبہ محویت ووصال حاصل تھا۔ غرض یہ مرتبہ آنخضرت ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔ مگر آنخضرت ﷺ کی یہ خصوصیت لوازم ولایت محمدیہ سے ہے۔ جس کے خاتم مہدی علیہ السلام ہیں۔ پس اس مرتبہ سے جس حیثیت سے آنخضرت ﷺ موصوف ہیں مہدی علیہ السلام بھی موصوف ہیں۔ ہمارے پاس یہ امر ثابت ہے کہ مہدیؑ کے خلفاء میں ثانی مہدیؓ اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ بھی مہدی کی کمال اتباع کی وجہ سے اس مرتبہ سے موصوف ہیں۔ واضح ہو کہ یہ مسئلہ چونکہ تصوف سے متعلق ہے اور اس فن کے موضوع سے بالکل علحدہ ہے لہذا اس مسئلہ کی توضیح اس رسالہ میں مناسب نہیں ہے۔

اب ہم اپنی پہلی تقریر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری اصطلاح میں خاتمین علیہما الصلوۃ والسلام کے بعد مومن حقیقی وہ ہے جو دیدار الٰہی سے مشرف ہو عام ازیں کہ یہ دیدار اس کو چشم سر سے حاصل ہو یا چشم دل سے یا خواب میں، اگر اس کو کسی ایک نوع سے بھی دیدار الٰہی حاصل نہیں ہے تو وہ مومن حقیقی نہیں ہے چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں فرمایا ہے۔ ونیز حکم کردہ است تا آنکہ

بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب خدا را نہ بیند مومن نباشد۔ اور مومن حکمی وہ ہے جس نے غیر حق سے روگردانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ کی ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتا ہے خلایق سے گوشہ نشینی کی ہے اور خودی سے باہر ہونے کی کوشش میں ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں ذکر فرمایا ہے مگر طالب صادق کہ روے دل خودرا از غیر حق گردانیدہ است و روئے دل خود رابسوئے مولیٰ آوردہ است و ہموارہ مشغول بحق است واز دنیا وخلق عزلت گرفتہ است و ہمت از خود بیرون آمدن می کند ایں چنیں کس را ہم حکم بایمان کردہ است۔ اور مومن عرفی وہ ہے کہ جس نے مہدیؑ کے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کی ہے یعنی دل میں اس کا اعتقاد جازم رکھتا ہے اور زبان سے اپنے اعتقاد کے مطابق اقرار کرتا ہے لیکن ان سارے یا بعضے احکام کی ادا سے قاصر ہے جن کو مہدی موعودؑ نے فرض گردانا ہے۔ اس زمانہ میں وہ شخص جو پہلی قسم یعنی ایمان حقیقی سے موصوف ہو کر کبریت احمر ہے اور وہ شخص جو ایمان حکمی سے موصوف ہو وہ بھی کمیاب ہے۔ ہاں تیسری قسم یعنی ایمان عرفی سے موصوف اکثر لوگ ہیں۔

فصل۔ مومن حکمی کے جو صفات سابق کی فصل میں ذکر کیے گئے ہیں ان میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ طالب صادق کی پہلی صنفت یہ ہے کہ اپنا دل غیر حق سے پھیر لیوے اس کے یہ معنی ہیں کہ عالم میں جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ حوادث اس کو دکھائی دیتے ہیں اس کا ظہور اور ان کا صدور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور ان چیزوں کے وجود کو مستقل اور ان کے افعال کو ان کے طرف منسوب نہ کرے اور ہر صورت اور ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھے۔ اگر اس کا خیال ایسا نہ ہوگا اور اس کی نظر ایسی نہ ہوگی تو ہمارے پاس اس کا ایمان شرک سے ملا ہوا ہے۔ اسی واسطے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ماسوئی اللہ سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ صدیق ولایتؓ نے عقیدہ شریفہ میں اس عبارت سے ودر پرہیزیدن عن ما سوی اللہ **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد** (الحشر۔۱۸) اسی مقصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی کسی طرح سے اس کی توحید کے ساتھ شرک کو نہ ملنے دو۔ اور ہر ایک نفس اپنے اعمال نفسانی کو دیکھے کہ اس کے نفس نے قیامت کے لیے کس طرح اعمال پیش کیے ہیں۔ یعنی ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی جھلک نظر آتی ہے یا شرک کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ غرض جب تک کسی انسان کا خیال ایسا نہ بن جائے وہ مومن حکمی کے حکم میں داخل نہیں ہے۔ ہاں مومن عرفی کے حکم

سے خارج نہیں ہے۔

چوتھا باب

مہدیؑ کے صحابہ کے بیان میں اس باب میں کئی فصلیں ہیں اور ایک خاتمہ ہے

فصل۔ مہدیؑ کے صحابہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آپ کی تصدیق مہدیت کی اور ترک دنیا کے ساتھ آپ سے بیعت کی ہو اور آپ کی صحبت میں رہے ہوں اور جس نے بغیر ترک دنیا آپ کی تصدیق کی ہے اور آپ کی صحبت میں رہا ہے ہمارے پاس وہ شخص صحابی نہیں ہے۔

فصل۔ خلفاء مہدیؑ کے بیان میں ۔ مہدیؑ کے پانچ خلیفے ہیں ۔ سیدنا سید محمود ثانی مہدیؓ ۔ سیدنا سید خوندمیر۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ۔ ان پانچ خلیفوں میں دو خلیفے افضل ہیں۔ یعنی سیدنا سید محمود ثانی مہدیؓ اور سیدنا سید خوندمیرؓ۔ مہدیؑ کی اکثر روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سیدین رضی اللہ عنہما ہم مرتبہ ہیں ان ہی روایتوں کی وجہ سے بندگی ملک الہداد رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ مہدیؑ کے حکم سے سیدینؓ برابر ہیں۔ یہ سب رواتیں ہمارے پاس مشہور ہیں۔ ان دونوں میں کمی وبیشی کا اعتقاد نہ رکھنا چاہیے۔ ہم نے رسالہ ''جلاء العینین فی تسویۃ السیدین'' میں اس مسئلہ کی بہت توضیح کی ہے۔

فصل۔ ان صحابہ کے بیان میں جن کی شان میں مہدی علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی ہے۔ واضح ہو کہ یہ بارہ صحابی ہیں۔ سیدنا سید محمود ثانی مہدیؓ۔ سیدنا سید خوندمیرؓ۔ بندگی میاں شاہ نعمتؓ۔ بندگی میاں شاہ نظامؓ ۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ۔ ملک برہان الدینؓ ۔ ملک گوہرؓ۔ شاہ عبدالمجیدؓ۔ امین محمدؓ۔ ملک معروفؓ۔ میاں یوسفؓ۔ ملک جیؓ۔

فصل۔ صحابہ مہدی علیہ السلام مثل صحابہ رسول اللہ ﷺ ہیں ان کے معصوم ہونے پر کوئی دلیل قطعی موجود نہیں ہے۔ اس صورت میں صحابی کی تقلید جب کہ وہ مجتہد نہ ہو درست نہ ہوگی چنانچہ مہدیؑ نے فرمایا ہے کہ سید محمود و سید خوندمیر ضعفے نکنند امادین بر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بر بندہ ہست۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدینؓ سے اگرچہ کوئی لغزش صادر ہونے کی امید نہیں ہے مگر دین خدا وسنت رسول اللہ اور بندہ پر

ہے۔اس کے یہ معنی ہیں کہ اصول دین وفروع دین ٹھیرانا میرا کام ہے سیدین کا کام نہیں ہے۔اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ مہدیؑ چونکہ خلیفتہ اللہ اور خاتم دین رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کو منجانب اللہ ہمیشہ تعلیم ہوتی ہے آپ نے جو کچھ احکام صادر فرمائے ہیں ان کے بیان فرمانے پر آپ منجانب اللہ مامور ہیں تو آپ کی اتباع فرض ہے۔

پس اصول دین وفروغ دین میں آپ کا قول حجت ہوگا اور سیدین کا قول حجت نہ ہوگا۔اس صورت میں دوسرے صحابہ یا تابعین کا قول کیونکر حجت ہوگا واضح ہوا کہ ہمارے پاس دلائل قطعیہ کئی چیزیں ہیں۔اول برہان عقلی دوم کتاب اللہ۔سوم حدیث متواتر۔ چہارم اجماع صحابہ۔ پنجم نقل متواتر مہدی علیہ السلام۔ ششم قیاس قطعی اس کے سوا سب دلائل ظنی ہیں جو اعتقادیات کے لیے مفید نہیں ہیں۔

خاتمہ۔تسویت خاتمین کے بیان میں۔ واضح ہو کہ تسویت خاتمین علیہما السلام کے ثبوت میں کوئی روایت صریحہ مہدیؑ سے مروی نہیں ہے۔مگر بندگی میاں سید قاسم مجتہد القوم نے ذکر کیا ہے کہ **دراصل جملہ مھدویاں براانندکہ خاتم النبوت و خاتم الولایت یکذات و برابر اند** ۔اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمین علیہما السلام کی تسویت پر سب مہدویوں کا اتفاق ہوا ہے چونکہ یہ اجماعی حکم ہے تسویت خاتمین علیھما السلام پر اس سے استدلال ممکن ہے۔اب یہ جھگڑا کہ یہ تسویت شرعاً ہے یا حقیقتہً اختراعی ہے اس کی بنا قرون ثلثہ میں موجود نہیں ہے ہاں تسویت مطلقہ کا اعتقاد سلف سے مشہور ہے حکم مطلق کو اپنی رائے سے مقید کرنا اصولاً جائز نہیں ہے لیکن بقول مجتہد گروہؒ جب کہ جملہ مہدویوں کے اتفاق سے تسویت ثابت ہوئی ہے کہ یہ کہنا درست ہے کہ تسویت دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ سلف صالحین کے قول کے مطابق اعتقاد رکھنا اور اس میں کسی طرح کی تاویل نہ کرنا چاہیے۔اسی میں امن ہے۔واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

سید اشرف غفرلہ